ہلالِ حرم

نعتیہ کلام



ہلال جعفری

ہلالِ حرم

ہلال جعفری

مکتبۂ اہلِ قلم ○ ملتان

بار اوّل ——— ۱۹۸۴ء

مطبع ——— سید الیکٹرک پریس ملتان

تعداد ——— ایک ہزار

ناشر ——— مکتبہ اہلِ قلم ملتان

خطاطی ——— رحمت علی رشیدی

قیمت ——— ۱۳۰ روپے

تعارف

نام	سید اشرف علی جعفری
تخلص	ہلالؔ جعفری
وطن	ریاست الور (راجپوتانہ)
ولادت	۱۹۲۱ء
والد گرامی کا نام	سید اوصاف علی جعفری

ہلالؔ جعفری ، ۴۸ء میں مُلتان آئے اور تاحال اسی مدینۃ الاولیاء میں سکونت پذیر ہیں۔ وسیلۂ معاش تجارت ہے۔

پتہ ———— ۱۱۹ - مہربان کالونی سول لائن روڈ ملتان

ڈاکٹر ہلالؔ جعفری کی نعتیہ تصانیف

مطبوعہ	زیر طبع
جانِ رحمتؐ	کاسۂ ہلالؔ (نعتیہ قطعات)
معراجِ مصطفےٰؐ	مطلع انوار (تضمینیات)
طلوعِ سحر	
ہلالِ حرم	

ہلالِ حرم

فیضانِ نعت (تعارف) ۱۱

تاثرات (نثر)

منظوم تاثرات

فیضانِ نعت

میں نے جس گھر میں آنکھ کھولی اس کو ذکر رسول صلی علیہ وسلم کی تابانی سے منور پایا ذکرِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کا گداز مجھے ورثے میں مِلا ہے۔ میرے والدین (خدا اُنہیں اپنے جوارِ رحمت میں رکھے آمین) عاشقِ رسُول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم تھے۔ یُوں تو تمام شہر میں گھر گھر محفلِ میلاد کا چرچا تھا۔ میرے والد صاحب قبلہ (میر اوصاف علی جعفری) جو محفلِ میلاد اپنے مکان پر منعقد کرتے اس میں بڑا اہتمام ہوتا تھا۔ تمام گھر بلکہ تمام محلہ بُقعۂ نُور بن جاتا تھا۔ اس محفل میں دُور دُور سے نعت خواں حضرات شمولیت فرماتے تھے۔ سامعین کرام بھی بڑے حسنِ عقیدت کے ساتھ جوق در جوق تشریف لاکر شریکِ محفل ہوتے تھے۔ جن میں اکثر لوگ باوضُو ہوتے تھے۔ نعت خواں حضرات میں شاید ہی کوئی ایسا ہو کہ جو بغیر وضُو نعت پڑھتا ہو۔ تمام رات درود و سلام کی بارش رہتی تھی۔ رات کے پچھلے پہر جب سلام پڑھا جاتا تھا۔ میں اس منظر کی کیفیت تحریر میں نہیں لا سکتا گو وہ زمانہ میرے بچپن کا زمانہ تھا۔ مگر آپ یقین جانیئے آج بھی میرا یہ عالم ہے کہ جب بھی کبھی میں اس تصور سے گذرتا ہُوں تو میری آنکھیں پُرنم ہو جاتی ہیں۔ تمام جسم میں ایک لہر سی دوڑ جاتی ہے۔

میرے والد صاحب قبلہ کا تو یہ عالم ہوتا تھا کہ ضعیفی کے باوجُود (ویسے بھی اکثر بیمار رہتے تھے) محفلِ میلاد میں از ابتدا تا انتہا بارگاہِ رسالتؐ میں دست بستہ حاضر رہتے تھے۔ پلکیں آنسوؤں سے سجی رہتی تھیں ریشِ مُبارک پہ آنسو بہہ بہہ کر جمع ہو جاتے تھے۔ لب پر درود و سلام ہاتھ میں تسبیح جب تک سرکارِ دو عالمؐ کی محفل سجی رہتی آپ کا یہی عالم رہتا۔

میری والدہ محترمہ نے (خدا انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا فرمائے) مجھے بچپن میں تین باتوں سے منع فرمایا تھا۔ اوّل بیڑی سگریٹ نہ پینا دوم نعت کو ذریعہ معاش نہ بنانا سوم نعتیں بغیر وضو نہ پڑھنا۔ الحمدللہ یہ تر دامن ان تینوں باتوں کا سنِ شعور سے لیکر تادم تحریر سختی سے پابند چلا آرہا ہے۔ میں خدائے عزّوجل کا کس منہ سے شکریہ ادا کروں کہ اس نے رحمت کونینؐ کے صدقے سے مجھ کو اس عمل میں استقامت عطا فرمائی۔ اگرچہ زندگی میں کچھ ایسے مراحل بھی آئے کہ معاشی بدحالی سے بھی دوچار ہونا پڑا

قادرِ مطلق کی یہ مشیت تھی کہ ایک نعت خواں کو صاحب شق القمر کی مدحت سرائی کا اعزاز بخشا جائے۔ اس لیئے اس کو ہلاؔل کے تخلص سے سرفراز فرمایا گیا۔

غم سے ہوں مالامال کہتے ہیں | واقفِ رازِ حال کہتے ہیں
نعت گو ہوں مہِ رسالت کا | مجھ کو "اشرف" ہلاؔل کہتے ہیں

یہ حقیقت ہے کہ کسی کے قابلِ مدح بننے کا سب سے بڑا ذریعہ یہ ہے کہ وہ کائنات کے سب سے بڑے سزاوار ستائش، مستحقِ تعریف اور حقدار منقبت کی تعریف کرتا رہے اور ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ ازلی مستحقِ تعریف، لائقِ ثنا اور قابلِ مدحت اس بزم کائنات میں ذاتِ خدائے عزّوجل کے بعد صرف وہی ایک انسانِ کامل ہے جس کے نام پر پلکیں درود و سلام پڑھتی ہیں اور جس کی قیادت تک دنیا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے پکارتی رہے گی۔

یہ فیضانِ نعت آیۂ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے کہ مجھ جیسا کم مایہ انسان جو دوسروں کی نعتیں یاد کر کے محفلوں میں پڑھتا رہا ہو اور جب وہ سنِ شعور کی منزل کو پہنچتا ہے تو اُن کا کرم اِس کو علم کی دولت سے نوازتا ہے پھر اس کو نعتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شعورِ فن عطا کیا جاتا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ شعر و سخن سے دلچسپی کسی کو قصداً نہیں ہوتی بلکہ یہ سوز و گداز کی چنگاری خود بخود سلگتی ہے۔ اور پھر خرمن دل و دماغ کو پھونک ڈالتی ہے۔ مجھ جیسے سوختہ ساماں پر بھی اُسی نادیدہ تجلی کا ظہور ہوا اور آپ نہ پوچھئے کہ کس طرح ہوا۔ مگر میں آپ کی توجہ

مبذول کرانے کی کوشش کروں گا کہ یہ جذبات کی چنگاریاں کس صورت میں صاعقہ پاش ہوئی اور کیسے کائناتِ دل و دماغ روشن ہوئی ۔ یہ اُنہیں کی خاکِ قدم کا فیض ہے کہ اِن نعتوں نے "ہلالِ حرم" کی صورت اختیار کرلی ہے اور میرے لئے یہ باعث صد مسرت ہے کہ ان کیفیات کو یکجا کر کے آپ کے مطالعہ کے لئے پیش کر رہا ہوں ۔ اس سے قبل تین مجموعے جانِ رحمت ، معراجِ مصطفےٰ اور طلوعِ سحر پیشِ خدمت کرنے کی سعادت حاصِل کرچکا ہوں اس لحاظ سے چوتھا مجموعۂ کلام پیشِ خدمت ہے ۔ مجھے معلوم نہیں کہ فنی حیثیت سے اس کا معیار کیا ہے ۔ صاحبانِ فن اور اربابِ نقد و نظر ہی اس کا اندازہ کرسکتے ہیں ۔ میں تو صِرف اس قدر جانتا ہوں کہ میرے دل و دماغ کی زبان نے سچے جذبات کی ترجمانی کو اپنا شعار بنایا ہے اور یہی سچائی میری شاعری کا محور ہے اور میری کیفیت یہ ہے کہ سوائے ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی موضوع شاعری پسند نہیں ۔

قطعہ

رنگِ چمن قبول نہ حُسنِ چمن قبول — سروِ چمن نہ بُوئے گل و نسترن قبول
جس میں ہلال ذکرِ گلِ ہاشمی نہ ہو — وہ خلوتیں قبول نہ وہ انجمن قبول

میں اس رنگ میں ایسا جذب ہو گیا ہوں کہ یادِ مدینہ اور ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہُ اُمّی و اَبی) کے علاوہ کوئی تذکرہ مجھے اچھا معلوم نہیں لگتا ۔ دربارِ حبیب کا تصور ۔ وہاں کے منظر اور وہیں کے لیل و نہار میرے دل و دماغ میں اس طرح پیوست ہو گئے ہیں کہ سوچتا ہوں تو وہیں کی باتیں دیکھتا ہوں تو وہیں کے جلوے ، وہیں کے مناظر ، سُنتا ہوں ، تو وہیں کے نغمے اور خیال آتا ہے تو اُسی فضائے پُر نُور کا

قطعہ

عِلاج اک ترا دردِ پیہم یہی ہے — مداوا یہی چارۂ غم یہی ہے
کے جلتے ذکر کوئے مدینہ — کہ زخمِ تمنا کا مرہم یہی ہے

اس حقیقی رہنمائی کے بعد فنی رہنمائی کا ذکر نہ کرنا بھی کم ظرفی کے مترادف ہوگا ۔ اس لئے اس کا ذکر کرنا بھی میرے لئے باعثِ اعزاز ہے بلکہ بصد افتخار ہے ۔ چنانچہ اس امر کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ میرے اس کاروانِ شوق کو منزل سے روشناس کرانے میں

جن حضرات نے میری رہنمائی فرمائی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت ادب سیمابی رحمۃ اللہ علیہ جناب ناصر وارثی رحمۃ اللہ علیہ جناب سید صبوحی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جناب اُستاد صدیق انبالوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (ان سے ویسے بھی مجھے والہانہ عقیدت ہے یہ ایک صاحبِ دل انسان تھے) حضرت عاصی کرنالی مدظلہٗ حضرت عزیز حاصل پوری حضرت حزیں صدیقی حضرت ایاز صدیقی یہ سب حضرات میرے شکریہ کے مستحق ہیں۔

اگر آپ کو اس مجموعہ میں کچھ ملے تو ان دوستوں کا فیضان سمجھیئے بصورت دیگر میری کوتاہی ہیں تو ایک وجدان کے تحت فن سے بے نیاز ہو کر اپنی دھن میں نہ جانے کیا کیا کہہ جاتا ہوں اور سننے والے حضرات اُسے کیا سمجھتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ میری اس کاوش کو سب کے سمجھنے کے قابل بنانے میں ان حضرات نے پُورے خلوص کے ساتھ میری قدم قدم پر رہنمائی فرمائی ہے۔ میں دل کی گہرائیوں سے ان اساتذۂ فنِ شعر کی خدمت میں ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں۔

آخری بات عرض کرنے سے قبل آپ سے چند سطور کی اجازت چاہوں گا جو کہ حقیقت پر مبنی ہیں اور اس کا اظہار کرنا میرے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ میری حرم محترم جو کہ تقریباً ۴۱ سال سے میری زندگی کے سفر میں شریکِ سفر ہیں ان کا تمام خاندانِ عشقِ رسولؐ کی دولت سے مالامال ہے اور یہ بذاتِ خود بھی اس کی لذت شناس ہیں۔ اور دیارِ رسُول پاکؐ کے جلوؤں سے اپنے قلب و نظر کو روشن کر چکی ہیں۔ مجھ پر احسان ہے اور میری منزل حیات کو روشن کرنے میں یہ برابر کی شریک رہی ہیں میں ان کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔

اب میں اپنی گذارشات کو ختم کرتے ہوئے آپ سے عرض کروں گا کہ اگر "ہلالِ حرم" کے مطالعہ سے آپ کو اس میں کوئی کیفیت محسوس ہو تو مجھ گنہگار اور سیاہ کار کی جانب سے بھی اس سرکارِ بےکس پناہ کے حضور ہدیہ درودِ پاک پیش کر دیجئے گا۔

گدائے مدینۃ الرسولؐ

وما علینا الا البلاغ المبین ط

ہلال جعفری

کہاں تھا کہاں سے کہاں آ گیا ہوں — تری مدحتوں کا صلہ پا رہا ہوں

ہیں آنکھوں میں آنسو نظر سوئے طیبہ — ہلالِ حرم، پیش کرنے چلا ہوں

ہلال جعفری

گذارش

بحضورِ سرکارِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس طرح ایک مالی پھولوں کا گلدستہ بنا کر باغ کے مالک کی نذر کرتا ہے اور مالک گلستاں اُسے مالی کا نذرانہ سمجھتے ہُوئے قبول کرتا ہے

اسی طرح اے گلشنِ کونین کے مالک یہ ہلالؔ جعفری بھی آپ کی عطا کردہ صلاحیتوں اور بصیرتوں کے چمنستان سے اشعار کی صُورت یہ شگفتہ پھُول چُن کر بہ ہزار حسنِ عقیدت و احترام آپ کی نذر کرتا ہے اور رحمتِ کائنات سے امید رکھتا ہے کہ اس حقیر سی کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں گے۔

اِس لئے آپ کی شانِ اقدس میں خُود خالقِ کائنات فرماتا ہے کہ

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ط

ہلالؔ جعفری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - حامداً و مصلیاً و مسلماً

جناب سید اشرف علی صاحب ہلال احمد جعفری کا نعتیہ

مجموعہ کلام "ہلال حرم" پیش نظر ہے

عروض و قوافی اور شعر و ادب کے لحاظ سے تو میں

کچھ عرض نہیں کر سکتا اس لئے کہ مجھے اس فن سے دور کا

واسطہ بھی نہیں - البتہ ہلال صاحب کی ادبی شعر و سخن سے

پیشہ ور اور ان کی بات کہہ سکتا ہوں کہ ....

ہمہ وقت وابستگی ادب اردو بالخصوص نعت گوئی میں ممتاز

مقام رکھتے ہیں اس لئے ان کا کلام بھی انہی کی شان کا

آئینہ دار ہے

جناب ہلال جذبات محبت اور تعبیرات ذوق و شوق

کا تعلق ہے میں نے اس حصہ عرض کرو ... کا

زیر نظر مجموعۂ کلام زینی نظر آیا ہے

ہلال صاحب نے حسن لطیف جذبات عقیدت

و محبت کے ساتھ ہدیۂ نعت بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

میں پیش کیا ہے وہ بلا تبصرہ میں بیان کیا جا سکتا۔ بلکہ

پڑھنے والوں کا ذوق سلیم ہی اُن کا اندازہ

کر سکتا ہے۔

میں نے مختلف مقامات سے زیر نظر مجموعہ

کا مطالعہ کیا۔ ایک ایک لفظ کو عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

میں ڈوبا ہوا پایا۔ بالخصوص وہ حصہ جو اعلیٰحضرت

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی تضمین پر مشتمل ہے

اور تو تضمین بجائے خود مشکل ترین مرحلہ
پھر اعلیٰحضرت کے کلام کی تضمین پر قلم اٹھانا او
اور تضمین نگاری میں کامیابی حاصل کرنا ترین سے بھی بڑا
مشکل امر ہے شعرا اور بھی تھے لیکن حضرت کمال جعفر
مبارکباد کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے کمال خوبی سے
اس عظیم کارنامے کو انجام دیا
عام طور پر نعت گوئی کو بہت آسان سمجھا جا
لیکن میرے خیال میں یہ بہت مشکل کام ہے
جذبات عقیدت کی رو میں کہیں حد سے تجاوز
تو عظمت توحید میں فرق آ جاتا ہے اور اگر ذرا سی غفلت
بے اعتنائی کے باعث شان رسالت میں ادنیٰ

کہاں تک یہ پیدا ہوا تو بارگاہ نبوت سے
روابط کا انقطاع ہوا —
اس راہ میں افراط و تفریط سے بچ کر چلنا
بہت دشوار ہے —
ہلال صاحب اس اعتبار سے بھی قابل تعریف
ہیں کہ انہوں نے اس دشوار گذار مرحلہ پر جادۂ اعتدال
کو نہیں چھوڑا اور بارگاہ رسالت میں ~~اس انداز سے~~
نذرانۂ ہائے عقیدت و محبت اس انداز سے پیش کیا ہے
کہ آداب محبت بھی برقرار رہے اور حدود شریعت
سے بھی تجاوز نہ ہونے پایا —
میں اپنے محترم ہلال جعفری صاحب کی خدمت میں

مجملی رسی قابل قدر تصنیف پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا
ہوئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی ممدوح محترم
کو اس سے اس نیک کارنامہ کا بہترین صلہ مرحمت
فرمائے اور ان کی اس تصنیف کو قبول عام
شرف بخشے

ع این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

احقر سید کاظم سعیدی

۲۰ جولائی سنہ ۱۹۶۲

اردو زبان نعتیہ غزلوں، قصیدوں اور
نظموں سے مالا مال ہے۔ محسن کاکوروی، امیر مینائی،
بیدم شاہ وارثی، بہزاد لکھنوی، [illegible] حمید
صدیقی وغیرہ کا کلام اپنے فن، زبان اور
قدرتِ کلام کے اعتبار سے اپنا جواب
آپ ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی مرحوم و
مغفور کے کلام میں جو جذب و کیف ہے
اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ اقبال نے
عشقِ رسول میں ڈوب کر جو کچھ

کہا ہے، ندی سے سالہا سال سے صاحب نوازان

تو رہے بود !

ان مشہور نام شعرا کی صف میں

نقوی صاحب ہلال کے نعتیہ کلام کا مجموعہ جب ہم نے

دیکھا تو شوق سے بجائے بے دلی کی نواسے

دیکھا، میرا خیال تھا یہ زمین آسمان بن چکی ہے

اب اس میں مزید نعت کا امکان نہیں

ہے، مگر ورق الٹتے الٹتے بعض اشعار پر

نظر آ کر رک گئی، پھر اشتیاق کا دامن وا ہے

...یش کے تو جذب و مستی کی رمق دینا گوارا کی۔ دیکھ

...نے ہے کہ جلال صاحب نے درس کے سینے میں نئے نئے

...گل بوٹے کھلائے ہیں، اور کمال یہ ہے کہ

...اپنی انفرادیت قائم رکھی ہے۔

جلال صاحب کے کلام میں جوش کا سا

...جذب بھی، روانی بھی اور شستگی بھی، لیکن

...بھی، اور سرمستی نہیں، اور یہ بات

...یر [illegible] انتہائی خلوص کے بغیر ہو ہی نہیں

...سکتی۔ اور حسن طبیعت کے [illegible] عنوان سے واضح

ہیں :

تمنا مایوس نہ ہو اے دل ناکام ابھی

ہیں دو عالم میں لطف و کرم عام ابھی

دردمندوں کی اجابت کا ہے ہنگام ابھی

آنے والا ہے مرے لب پہ ترا نام ابھی

میری دنیا میں کہاں تیرگی شام ابھی

ہیں تصور میں مدینے کے در و بام ابھی

ان اشعار کا جوش، مقصدیت، اور درد مندیت پڑھنے والے پر ایک عجیب کیفیت طاری کر دیتا ہے۔

ایک مرصع نظم مختصر

پھولوں سے تاج، ستاروں سے تاج، نگینوں سے تاج

تم بنا لیکن ہمارا مقدس ٹوپی ہی بہتر!

ستاروں کی رفعت بھی ٹوپی سے شرمندہ رہی

نورتن ہو یا سب تاجدار ٹوپی ہی بہتر!

ان اشعار میں جو دراصل کیفیت ہے اس

کا ادراک اصحاب دل ہی کر سکتے ہیں۔

مدینہ کی ٹوپی شاعر کی زیارت

یہ مدینہ زار مدینہ ہے قرآن نظر آیا

مدینہ عنبریں ہے باغ جناں نظر آیا

تیرے جہاں میں خدا کا جہاں نظر آیا

تیرا مکان، خدا کا مکان نظر آیا

تمہیں پناہ غریباں کہا گیا ہم سے

تمہیں وہ چارہ بے چارگاں نظر آیا

اسی کو حاصل کعبہ سمجھ لیا میں نے

کہ تیرا نقش کف پا جہاں نظر آیا

عرصہ سارہ گئے کلام رہے سر

شرر انگیز، روح پرور اور وجد آفریں
نغمات سے معمور ہے۔

جس کا ہے سراپا یہ نوا، لے ہے اسکی
آوے ہے کبھی جی میں کھبیں تیر کی سی

رئیس

۷ مئی
2-3. 10. 69

بیدل صاحب کے نعتیہ کلام میں تغزل کی جھلکیاں بھی جا بجا ملتی ہیں
بعض مقامات پر انہوں نے بڑی سادگی کے ساتھ جذبے کا نازک
انکسار ہی کو شعر کا قالب عطا کیا ہے۔ میری تمنا اور
دعا ہے کہ بیدل صاحب کے کلام کو قبول عام حاصل ہو۔ اور
آسمان شاعری پر بیدل بدر بن کر چمکیں۔

ماہر القادری

کراچی — ۳ر دسمبر سنہ ۱۹۶۳ء

ہلال جعفری

(اپنے تخلّص کے آئینے میں)

اچھا تخلّص بھی خُدا کی دین ہے۔ یعنی ایسا تخلّص جس کی معنویت سے ایک طرف تو شاعر کے فن کا تعارف ہو سکے دُوسری طرف اس کی معنوی جہتوں سے نت نئے مضامین سوجھ سکیں۔ تخلّص کو بطورِ تخلّص استعمال کرنا تو شعراء کا ایک عمومی رویّہ ہے لیکن تخلّص کے بطن میں معانی و مفاہیم کی جو پرتیں ہو سکتی ہیں اُن کے حوالے سے اپنی شاعری کے رمز و ایما، کنایہ و تمثیل، تشبیہہ و استعارہ اور دُوسرے فنّی اور معنوی محاسن اُبھارنا ایک خاص اسلوب ہے جسے ہر شاعر نہیں برت سکتا۔ اس لیے بہت سی ریاضت، بہت سی ذہانت اور بہت سے شعور و وجدان کی ضرورت ہے۔ تخلّص کو اس انداز سے برتنا ایک نہایت نازک اور لطیف عمل ہے، ساتھ ساتھ ایک خطرناک جسارت بھی، جس میں ایک ذرا سی بے احتیاطی مقطع کے پُورے حُسن کو غارت کر سکتی ہے۔ اور کیونکہ مقطع نعت یا غزل کے آخری بھرپُور تاثر کا وسیلہ ہے اس لیے اگر تخلّص کے کمزور استعمال سے مقطع بے اثر ہو جائے تو پُوری نعت یا غزل کا اجتماعی اثر ضائع ہو جاتا ہے ——— گویا یہ تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ قدموں میں ذرا سی لغزش ہُوئی اور کٹ کر گرے!—

جناب اشرف علی اپنی خوش بختی بلکہ اپنی روشن طالعی کے سبب مُبارک باد کے لائق ہیں کہ انہیں ایک چمکتا دمکتا تخلّص ہاتھ لگا۔ یعنی ہلال — ہلالؔ ایک جانب اُن کے فن کا رمزیہ تعارف ہے۔ جس طرح ہلال، روشنی کے نقطۂ آغاز سے سفر کرتا ہے اور اپنی شخصیت

کو نشو و نما کے مرحلے سے گزار کر ماہِ کامل بنتا ہے گویا جناب ہلال جعفری کا فن بھی ہلال کی مانند ارتقا پذیر ہے۔ بقول اقبالؔ ؛

ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہِ نو
کمال کس کو ہے حاصل جہاں میں بے تگ و دو

یہ احساس کہ شاعر کا فن حالتِ سفر میں ہے اور منزل کی جانب رواں دواں ہے، خود شاعر کی حسیات پر بڑا صحت مند اثر ڈالتا ہے۔ وہ کمالِ فن کی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہوتا اور طالبِ فن کی حیثیت سے آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ اس طرح کی ریاضت اور سعئ فن زندہ رہتی ہے اور وہ عظمت و شہرت کی منزلیں طے کرتا چلا جاتا ہے۔ دوسری جانب تخلص ہلالؔ نے جناب ہلالؔ جعفری کی سوچ کو زرخیز اور مالا مال رکھا ہے۔ اور ان کی شاعری کے اُفق پر مضمون آفرینی کے نئے نئے ستارے جگمگاتے ہیں۔ اگر سرسری طور پر غور کیا جائے تو ہلالؔ کے تلازمے سے زیادہ سے زیادہ دو چار ہی اچھے مضامین سوجھتے ہیں لیکن حیرت کی بات ہے کہ جناب ہلالؔ نے اس چمکتے لفظ سے بے شمار فروزاں خیالات اور تابناک مضامین اُبھارے ہیں۔ انہوں نے سینکڑوں مقطعے کہے ہیں۔ حمد، نعت اور غزل کے میدانوں میں بار بار اس لفظ کو استعمال کیا ہے اور ہر جگہ اس لفظ کے تلازمے سے نئے نئے معانی کی بہار دکھلائی ہے۔ لفظ ہلالؔ کی رعایت سے بہت سے ایسے اچھوتے مضامین جن میں تازگی بھی ہے، معنویت بھی اور لطافتِ فن بھی، تخلیق کرنا ان کے کمالِ شاعری بلکہ جوہرِ تخلیق کا آئینہ ہے!

اب ہم لفظ ہلالؔ کی جلوہ سامانیوں اور خیال افروزیوں کی مثالیں پیش کرتے ہیں؛

۱ — ہلالؔ جعفری نے اکثر و بیشتر نعتیں کہی ہیں اور ممدوحِ خُدا و کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصف نگاری اور مدحت طرازی کا حق ادا کیا ہے۔ ہلالؔ جعفری کے یہاں تخلص کا ایک استعمال ہلال کی نشو و نما اور ارتقاء پذیری کے ضمن میں ہے جس کے لئے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت اور وابستگی چاہتے ہیں۔ ایسے موقع پر انہوں نے رعایت لفظی و معنوی سے کام لے کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے صفاتی کو اُبھارا ہے اور ہلال کو ان سے انتساب دے کر ذاتی کمال کی آرزو کی ہے

وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صاحبِ شق القمر، ماہِ شبِ اسریٰ، ماہِ طیبہ، ماہِ دنیٰ، فروغِ آیۂ طٰہٰ، شمعِ رسالت مآب، والشمس، جیسے تابندہ اوصاف سے پکارتے ہیں اور ہلال کو نسبت دے کر نہایت خوبصورت مضامین پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً

میں سوچتا ہوں، کہ کیسا لگے گا گھر میرا
ہلالؔ، صاحبِ شق القمر جب آئیں گے

ماہِ طیبہ ھلال کے گھر میں
آپ آئے تو روشنی آئی

ہلالؔ اب جھولیاں بھر لے جمالِ ماہِ طیبہ سے
ہر اک گوشہ ترے گھر کا متاعِ نور ہو جائے

۲ــــ رحمتِ عالم، جانِ کائنات، فخرِ موجودات، اشرف الانبیاء، شاہِ دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جہاں تشریف رکھتے ہیں اور جس سرزمین کو اُن کے قدم مبارک چُومنے کی سعادت حاصل ہُوئی ہے اُس سرزمین کا غبار، وہاں کا ذرہ ذرہ، وہاں کی دُھول بھی اتنی منور ہے کہ اگر ہلال کے چہرے پر اُس غبار کا ایک ذرہ بھی پڑ جائے تو ہلال کا وجُود اور تقدیر دونوں چمک اُٹھیں۔ گویا اس خاک سے نسبت بھی ہلال کی قسمت کو برسرِ افلاک لے جائے۔ مثالیں دیکھئے:

چمک دمک میں یہ ماہِ تمام ہو جائے
ہلالؔ کو جو ترے آستاں کی دُھول ملے

رُوئے ہلالؔ ماہِ درخشاں دکھائی دے
اِس پر ذراسی خاک مدینے کی ڈال دو

۳ــــ مقام سے اس نسبت کو وہاں عروج حاصل ہوتا ہے جب سرزمین مدینہ کا مرکزِ نور

"گنبدِ خضرا" شاعر کے تصور میں سمٹ آتا ہے۔ جس کے اندر حضورؐ کا جسدِ مُبارک راحت فرما ہے اور جس کا ذرّہ ذرّہ کون و مکاں کے عجز و نیاز اور عشق و عقیدت کا مظہرستاں ہے۔ خضرا کے ساتھ گنبد کا تلازمہ ہلال کے لئے مضمون آفرینی کی تحریک بن جاتا ہے اور عجب عجب مسرت انگیز خیالات ذہن سے اُبھر کر کاغذ کی سطح کو جگمگا دیتے ہیں:

مثلاً : تم ہلال اُس گنبدِ خضرا کو دیکھو غور سے
نُور میں ڈوبا ہُوا ہر زاویہ ہے آج بھی

ہلال گنبدِ خضرا سے پہلے
نہ ملتا تھا اُجالا دیکھنے کو

۴ــ ہلال کی ظاہری ساخت سے بھی شاعر کو رنگا رنگ خیالات سُوجھے ہیں۔ ہلال کی بناوٹ میں جو ایک خم ہے اس کی رعایت سے خمِ ابرو، ناخنِ پا، کاکل، سم، کشکول، کشتی اور ساغر کی ساخت پر توجہ گئی ہے اور اس رعایت کے برتنے سے سوز و گداز، جذب و جنوں عرفان و وجدان، ہجر و وصال، دُعا و التجا، مدح و تحسین اور استمداد و استعانت کے کیسے کیسے رُوح پرور اور دلنواز مضامین زیبِ قرطاس ہُوئے ہیں۔ مثالیں ملاحظہ کیجئے:

خمِ ابرو : قوسِ ابروئے مُصطفےٰ کو ھلال
قابَ قوسین کی ادا کہیئے

ناخنِ پا : نسبت ہے اُسے آپ کے اک ناخنِ پا سے
یُوں ہی تو ہلالِ فلکِ پیر نہیں خم

کاکُل : یہ بھی کسی کے کاکلِ پیچاں کا فیض ہے
حاصل خمِ ہلال کو جو ارتقا ہُوا

سُمِ اسپ: اے ہلالِ نو مُبارک ہو، ترے خم کے لئے
توسنِ ماہِ دنیٰ کا خم مقدر ہو گیا

کشکول: کشکول بکف مثلِ ہلال آیا ہُوں در پر
ابروئے محمّد کی ادا مانگ رہا ہُوں

سائل کی صفت دیکھا ہلالِ فلک پیر
خم آپ کی دہلیز پہ کاسے کی طرح ہے

کشتی: وہ اشارہ جو کریں، موج بلا چل کے ہلال
میری کشتی کو بچانے کے لئے آپ آئے

ساغر: ساغر صفت ہلال ہے بزمِ نجوم میں
ہے چرخ پر بھی گردشِ پیمانۂ حجاز

۵۔ ہلال کی ساخت کے ساتھ ساتھ اس کا وصفِ باطنی یعنی روشنی بھی شاعر کے ذہن میں رہی ہے اور اس روشنی کے تلازمے سے شمع، جگنو، ستارے، کہکشاں آئینہ نگینے اور گُل کی صُورتیں بھی ذہنِ شاعر میں جگمگاتی ہیں اور چمکتے دمکتے مضامین سے بزمِ قرطاس و قلم آراستہ ہُوئی ہے۔ اس سلسلے میں ایک مثال کافی ہوگی:

چشمِ آئینہ اگر دیکھے تو حیراں ہو جائے

میں نے ہلاؔل جعفری کے صرف سولہ مقطعے پیش کئے ہیں۔ ایک مختصر مضمون میں اس سے زیادہ گنجائش بھی نہیں۔ ان کے نعتیہ کلام کے مطالعے سے مزید مقطعے ہاتھ آسکتے ہیں۔ جن میں ہلال کی رعایت سے جذب و فکر کے اور بہت سے منور گوشے سامنے آتے ہیں اور اس انداز

سے ان کا خصوصی مطالعہ ان کے اسلوبِ نعت گوئی کے خطوط ہمارے سامنے متعین کرتا ہے
اُن کے اس کمال پر اظہارِ حیرت کرتے ہوئے اسے ایک فیضانِ خداوندی ہی کہا جا سکتا ہے
اور یہی دُعا کی جا سکتی ہے کہ خُدا کرے ان کا جوشِ عقیدت زورِ بیاں اور جوہرِ تخلیق اِسی
طرح مدحتِ آنحضرتؐ کا سرمایہ فراہم کرتا رہے اور ہلال صاحب فخر و مسرت کے عالم میں اپنا
یہ شعر گُنگُناتے رہیں :

رکھا ہے کاسۂ دل میں بڑے حُسنِ عقیدت سے
ہلالِ جعفری نے آپ کی مدحت کا سرمایہ

عاصی کرنالی

۲۸ جولائی ۱۹۸۳ء

عاصی کرنالی

ہلال صاحب کا یہ نعتیہ مجموعہ اِس قابل ہے کہ آنکھوں پر
رکھا جائے اور سینے سے لگا لیا جائے، ہر نعت، ہر شعر، ہر مصرع
اور ہر لفظ عشق و مستی کے بحرِ بیکراں میں ڈوبا ہوا ہے جس سے
صاحبِ کلام کی دماغی صلاحیت اور بھی اُجاگر ہوتی چلی جاتی ہے۔
زبان کی سلاست اور فصاحت الفاظ کی ترتیب اور بندش ایک نمایاں
مقام لیئے ہوئے ہے۔

نعتِ رسالت میں خامہ فرسائی شرعی نقطۂ نظر سے نہایت
دشوار گزار مرحلہ ہے، اِس میدان میں وہی شخص جادہ پیمائی کرسکتا
ہے جو محبت رسول اور شریعت ایزدی کو اپنے اپنے مقام پر رکھنے
کی قدرت رکھتا ہو، یعنی محبت و شریعت کے امتزاج میں سرِمو فرق
نہ آنے دے ——— اصنافِ شعر میں نعت گوئی ایک ایسی لطیف اور نازک
صنف ہے جس میں افراط و تفریط کی معمولی سی جھلک بھی شاعر کے ذہنی و فکری
سرمایہ کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہٖ کہ
ہلال صاحب اِس معاملہ میں کافی حد تک معاملہ فہم ثابت ہوئے ہیں
انہوں نے اِس میدان میں حتی الوسع پھونک پھونک کر قدم رکھے ہیں اور
راستے کے نشیب و فراز بڑے رکھ رکھاؤ کے ساتھ طے کئے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب ہلال جعفری کا نعتیہ مجموعہ "ہلال حرم" (جو مستقبل قریب
میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آرہا ہے) نظر کے سامنے
ہے اور مجھے اس پر کچھ لکھنے کے لیے ارشاد ہوا ہے۔ اول تو میں
خود کو اس قابل نہیں پاتا کہ ایسے متبرک اور مقدس نعتیہ کلام (کی
اپنی ہیچ مدان زبان کھولوں اور کما حقہٗ اس کے محاسن و محامد بیان کر سکوں
دوسرے جہاں حضرت علامہ کاظمی مدظلہٗ، رئیس احمد جعفری، ماہر القادری
اور عاصی کرنالی جیسے معروف اہل قلم کی تقاریظ زیب قرطاس ہوں۔
وہاں مجھ ایسے کم علم اور کوتاہ قلم شخص کی تحریر ع

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

کے مترادف ہوگی ۔۔۔ یہ مبالغہ نہیں بلکہ عین حقیقت ہے
کہ مذکورہ بالا حضرات نے "ہلال حرم" پر جس انداز میں اپنی
رائے کا اظہار فرمایا ہے اس میں ان کے دل کی گہرائیاں بھی شامل
نظر آتی ہیں۔ سبحان اللہ! ماشاءاللہ!!

ورنہ لغزش کس سے نہیں ہوتی۔ انسان نسیان کا بندہ ہے "الانسان مرکب
من الخطاء والنسیان" کے مصداق ہر شخص کے کلام میں کوئی نہ کوئی سقم ضرور پایا
جاتا ہے اور ایسے نقائص بدرجۂ کلام سمجھے جاتے ہیں اور قابل درگزر۔

بہرحال مجموعہ میں شریک تمام نعتیں میری نظر سے گزری ہوئی ہیں اور صرف
نظر ہی سے نہیں گزری ہوئی بلکہ صاحب کلام کے مسحور کن ترنم کے ساتھ دل کی گہرائیوں
تک خوشی کا رنگ شعر بسائے ہوئے ہیں۔ قدرت نے موصوف کو شعری شعور
کے ساتھ ساتھ لحن داؤدی جیسی نعمت غیر مترقبہ سے بھی نوازا ہے۔ یہی
وجہ ہے کہ سارا کلام اپنے اندر سوز و گداز کی مختلف النوع صفات
لئے ہوئے ہے اور ان کے دل کا ساز اس قدر سوز آفریں ہے کہ یہ
اس شعر کی شرح معلوم ہوتا ہے ؎

کتنا سوز آفریں ہے دل کا ساز
پتھروں کو بھی کر رہا ہے گداز

المختصر بیدل صاحب نے محبت و عقیدت کے پھولوں کا یہ حسین
گلدستہ نہایت سلیقے اور قرینے سے ترتیب دے کر بارگاہ
مصطفوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں پیش کیا ہے۔
مجموعہ کا نام کوئی دوسرا بھی ہو سکتا تھا لیکن تخلص کی رعایت
سے "بیدل حرم" ہی مناسب اور خوبصورت نظر آتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ
سے دعا ہے کہ بیدل صاحب کے اس نعتیہ کلام کو درجہ قبولیت عطا فرمائے
آمین۔

عزیز حاصل پوری ملتان
۲۱ر دسمبر ۱۹۶۳ء

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ ہر مُسلمان کی مُحبتوں اور عقیدتوں کا مرکز حضُور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی ہے اور جب تک کسی مُسلمان کے دل میں عشقِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین جذبہ موجزن نہ ہو اس وقت تک اُسے ایمان کی چاشنی نصیب نہیں ہو سکتی۔ جیساکہ حدیث شریف میں ہے۔ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین۔ شاید اسی لئے کہا گیا تھا کہ ؎

جان ایمان رُوح قرآں مغز دیں

ہست حب رحمۃ اللعالمین

حضُور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ متاع کائنات بلکہ مقصودِ کائنات ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اُنہیں بے شمار خوبیوں اور کمالات کا مرقع بناکر اور و رفعنا لک ذکرک کا تاج پہناکر قرآن مجید کو ان کی عظمتوں اور رفعتوں کا گواہ بنادیا۔ علامہ شرف الدین بوصیریؒ نے قصیدہ بردہ شریف میں فرمایا ہے ؛

فھو الذی تم معناہ وصورتہ

ثم اصطفاہ حبیباً باری النسم

پس وہی ہیں کہ ظاہری اور باطنی کمالات ان پر ختم ہیں، پھر انہیں خالق کائنات نے محبوبیت کے لئے منتخب فرمالیا۔

ویسے تو ہر دور میں شمع رسالت کے پروانے نظم و نثر کے ذریعے بارگاہِ نبوت میں خراجِ عقیدت پیش کرتے رہے ہیں لیکن موجودہ دور میں جن شعراء کرام نے اپنی عقیدتوں اور محبتوں کے گلدستے بارگاہ نبوت میں پیش کئے ہیں ان میں ملک کے ممتاز نعت گو شاعر جناب ہلال جعفری کا اسم گرامی نمایاں نظر آتا ہے۔ خصوصاً جب جناب ہلال جعفری کیف و مستی میں ڈوب کر اپنا نعتیہ کلام ترنم سے پڑھتے ہیں تو سامعین پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور محفل کا تقدس عروج پر ہوتا ہے۔

جناب ہلال جعفری کا زیرِ نظر مجموعۂ کلام، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی والہانہ محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور ان کے ایک ایک شعر سے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آ رہی ہے۔ اس حقیقت کا اظہار ان کے اشعار سے کچھ یوں ہوتا ہے فرماتے ہیں

غمِ فراقِ محمدؐ کے صدمے سہہ سہہ کر   میں جی رہا ہوں مدینے کی زندگی کے لئے

بغیر اس کے مکمل نہیں سجودِ نیاز   ترا خیال ضروری ہے بندگی کے لئے

مجھے یقین کامل ہے کہ جناب ہلال جعفری کا یہ نعتیہ مجموعہ بھی قارئین کرام سے ضرور خراجِ تحسین حاصل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس عقیدت و محبت کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

دعاگو

مفتی غلام مصطفےٰ رضوی

غلام مصطفےٰ رضوی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف قسم کی توانائیاں عطا کی ہیں۔ ان سے وہ جو چاہے کام لے سکتا ہے۔ مثلاً قوتِ گویائی دشنام طرازی میں بھی صرف ہو سکتی ہے۔ اور کلمۂ خیر میں بھی۔ نوکِ خامہ سے زہر بھی ٹپکایا جا سکتا ہے اور پھول بھی برسائے جا سکتے ہیں۔ جناب بلال جعفری کو قدرت نے شعر گوئی کی قدرت ودیعت کی ہے۔ وہ چاہتے تو اپنی اس قوت کو ہوا و ہوس کی شاعری میں بھی صرف کر سکتے تھے۔ مگر ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ انہوں نے نعتِ رسول کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ اور اس طرح انہوں نے اپنی بخشش کا سامان بھی مہیا کر لیا ہے۔

بلال صاحب کا نعتیہ کلام میں نے جستہ جستہ پڑھا ہے۔ ان کی شاعری میں بڑا اخلاص پایا جاتا ہے۔ ایک ایک شعر سے محبتِ رسول کے پھولوں کی مہک آتی ہے۔ ان کے کلام کا انداز بتاتا ہے۔ کہ شاعر نے آمد کی حالت میں شعر کہے ہیں۔ اس وقت جب اسٹیج پر محض شعبدہ کاری کا بول بالا ہے اور کبھی کبھی تو یہ لگتے نعت ہوتے ہی نہیں۔

ڈاکٹر [illegible] دہلوی
[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ہلاؔل جعفری ہمارے ملک کے ممتاز و منفرد نعت گو شاعر ہیں اُن کے احباب
دا دیرینہ مطالبہ اور نہایت پُرزور فرمائش تھی کہ وہ اپنے نعتیہ کلام کا مجموعہ ترتیب
ے کر اُسے زیورِ طباعت سے آراستہ کریں تاکہ ان کے ہزاروں مداح ان کے پُراثر
تیہ اشعار سے اپنے قلب و رُوح کو گرما سکیں۔

یہ بہت ہی خوشی کی بات ہے کہ بالآخر ان کی نعتوں کا مجموعہ "ہلالِ حرم" کے نام سے شائع
ر منصّۂ شہود پر آرہا ہے یہ خبر میرے لئے بالخصوص دلی مسرت و انبساط کا موجب ہے
نکہ میں بڑی مدت سے اس کا منتظر تھا۔

حضرت ہلاؔل جعفری کے نعتیہ کلام کا علمی، ادبی اور فنی جائزہ تو اہلِ علم، ماہرینِ فن اور
دبی نقاد ہی لیں گے اور یہ حقیقت ہے کہ ان کے کلام کے شعری محاسن اور فنی خوبیوں کا ذکر
ی اُنہی کی زبان اور قلم سے اچھا لگے گا۔ میں تو صرف اس قدر جانتا ہُوں کہ سید ہلاؔل جعفری
لصتاً ایک نعت گو شاعر ہیں جنھوں نے اپنی تمام تر شعری صلاحیتوں کو حضرت رسالت
ب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ستائش کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر اُن
لئے کوئی اور سعادت کیا ہوگی۔ سرکار دو جہاں سے اُنہیں جو والہانہ عقیدت و محبت
ہ وہ اُن کی نعت کے ایک ایک شعر سے ٹپکتی ہے۔ وہ جذب و مستی میں ڈُوب کر نعت کہتے
ی یہی وجہ ہے کہ ان کے نعتیہ اشعار میں خاص اثر ہے اور ان سے رُوحانی کیف و سرور

حاصل ہوتا ہے۔ ان کی نعتوں کو اپنے سوز و گداز، اثر آفرینی اور کیف و مستی کے باعث ایسا قبول
نصیب ہُوا ہے کہ نعت خواں اور قوال اہلِ دل کی محفلوں میں ان کا کلام پڑھنے کو سعادت سمجھتے
ہیں۔ ہلال جعفری کو قدرت نے آواز کا سوز بھی عطا کیا ہے اور اگر وہ کسی محفل میں اپنی نعت خود
پڑھ رہے ہیں تو ان کا خوبصورت ترنم سامعین کو بے خُود کر دیتا ہے۔ وہ اپنے اس کمال اور خوبی
کے صلہ میں متعدد اہم قومی سطح کی تقریبات میں اعزازات و انعامات حاصل کر چکے ہیں۔ لیکن
اس سلسلہ میں اُن کے لئے سب سے بڑا اعزاز اور وجہ افتخار جو بات ہو سکتی ہے وہ اُن کے نعتیہ
اشعار پر ایک صاحبِ حال بزرگ حضرت سید نذیر علی شاہ کا وصال پانا ہے جو آپ کی نعت
سُن کر اس قدر بے خود ہوئے کہ جان دے دی اور واصل بحق ہو گئے ۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام

حضرت ہلال جعفری قیامِ پاکستان سے قبل بھی نعت کہتے تھے اور ان کا نعتیہ کلام برصغیر
کے اہم ادبی رسائل و جرائد میں شائع ہُوا کرتا تھا۔ اور آج بھی شائع ہوتا ہے اور محبت سے پڑھا
جاتا ہے وہ ہجرت سے قبل اور ہجرت کے بعد بے شمار نعتیہ اشعار سرکارِ دو جہاں کی نذر کر چکے
ہیں اور زیرِ نظر مجموعہ ان کی اس سعادت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ انہوں نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں
کو جس جذبہ سے سرشار ہو کر مدحِ رسُولِ مقبول ؐ کے نیک اور مُبارک مقصد کے لئے استعمال
کیا ہے وہ قابلِ رشک اور لائق ستائش ہے۔ ان کی نعتوں کا یہ مجمُوعہ یقیناً قبولِ عام کی سند
حاصل کرے گا۔ خُدا کرے اُن کی نعتوں کا یہ ہدیہ حضُور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی بارگاہ میں بھی
منظُور و مقبُول ہو جائے۔ آمین

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

ظہیر الحسن رضوی (دستخط)

سید ظہیر الحسن رضوی

ہلالؔ جعفری کی نعت

ہلالؔ جعفری وہ خوش قسمت شخص ہے جس کی زندگی کے شب و روز کا رشتہ مکینِ گنبدِ خضریٰ کی مدحت سرائی سے منسلک ہے۔ میں نے ان کو ہمہ وقت ذکرِ نعت میں مست دیکھا ہے۔ وہ چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے نعت کے مصرعوں کی صنعت و تنظیم میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کی زبان پر ممدوحِ پروردگارِ عالم کی ثنا، دل میں شمعِ ہدایت کا نور، اور دماغ میں قاسمِ تسنیم و کوثر کے ذکر و فکر کا سرور سمایا رہتا ہے۔

ان کی نعت میں عقیدت۔ سوز و گداز۔ جذب و شوق اور سرمستیٔ اظہار کے باطنی اوصاف کے علاوہ طرزِ ادا کا بانکپن۔ بیان کی رعنائی اور الفاظ کی صنعت کاری جیسا خارجی حسن بھی موجود ہے۔ ایک اور بات جو ہلالؔ جعفری کے ہاں امتیاز کے ساتھ نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی نعت کا خارجی ڈھانچہ خصوصاً ردیف قافیے کا نظام، دلکشی اور رنگینی کا حامل ہے۔ یہ وہ نعتیں ہیں جہاں شاعر کی اندرونی والہانہ محبت اور اسلوبِ نعت کا بیرونی حُسن مل کر ایک سرشاری کیفیت پیدا کرتے ہیں۔

انور جمال

انور جمال

قطعۂ تاریخ طباعت نعتیہ مجموعہ "ہلالِ حرم"

شائع ہُوا یہ نعتیہ مجموعۂ "ہلالِ حرم"
اس میں بیاں ہے صاحبِ جود و کرم کی شان
کہہ دو عزیزؔ سالِ طباعت "جزا" کے ساتھ
لاریب ہے عظیم ہلالِ حرم کی شان

۸۴ ء ۱۹

عزیز حاصلپوری غفرلہ

اللہ اللہ طلوعِ "ہلالِ حرم
جلوہ گر ہے بہر سُو جمالِ حرم
آفریں اے ہلالِ ستارہ فشاں
مرحبا مدحِ ماہِ کمالِ حرم

آیا صدل

کہاں تھا کہاں سے کہاں آ گیا ہُوں
تری مدحتوں کا صِلا پا رہا ہُوں
ہیں آنکھوں میں آنسو نظر سُوئے طیبہ
"بلالِ حرم" پیش کرنے چلا ہُوں

بلال جعفری

۴

حمد

حُسنِ تصوّرات نہ حُسنِ تعینات — کس کو یہاں ثبات کہ دنیا ہے یہ ثبات
باقی رہے گا دہر میں خلّاق کائنات — کس سے بیاں ہوں آیۂ توحید کے نکات

حمدِ خُدا کہاں ، یہ کہاں بندۂ حقیر
نُور ازل کہاں ، یہ کہاں ذرّہ حقیر

صحرا میں گلستاں میں گلوں کے نکھار میں — شبنم کی ہر ادا میں رہِ آبشار میں
رنگِ چمن میں دامن لیل و نہار میں — دریا کی موج میں ، روش کوہسار میں

ہر شے ترے جمال کی آئینہ دار ہے
ہر شے پکارتی ہے تو پروردگار ہے

قادر ہے تو جہان کا . مالک جہان کا — تحت الثریٰ کا ، عرش کا ہفت آسمان کا
چاروں طرف یہ شور بپا ہے اذان کا — اندازہ کوئی کیسے کرے تیری شان کا

تیری ربوبیت کی ادا کو کمال ہے
تو ربِ کائنات ہے تو لازوال ہے

فکر زمینِ شعر ہو لاکھ آسمان پر — قرطاس پر سمٹ کے بھی آجائیں بحرو بر
اشجارِ کائنات میسر بھی ہوں اگر — ان کے اگر بناؤں قلم توڑ توڑ کر

پھر بھی نہ لکھ سکوں گا ثنا کردگار کی
منہ چھوٹا لب پہ بات ہے پروردگار کی

تو بے مثیل ہے، نہیں تیری کوئی مثال
کون و مکاں کا حُسن تیرا پرتو جمال
تخلیقِ دو جہاں تیری قدرت کا اِک کمال
دُنیائے بے ثبات کی ہر چیز کو زوال

اے شانِ لم یزل ہے بقا تیری ذات کو
فانی ہے کائنات فنا کائنات کو

صحنِ چمن کو پھول دیئے پھول کو مہک
غنچوں کی عندلیب کے دل کو ملی کسک
دامانِ شب میں ڈال دی مہتاب کی دمک
تو وہ کہ دن کو بخش دی خورشید کی چمک

تیرے کرم نے بدر بنایا ہلال کو
تاریکیوں کی زد سے بچایا ہلال کو

صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ محمدٍ



عینِ مقرّبِ خدا صلِّ علیٰ حبیبنا　　منظہرِ ذاتِ کبریا صلِّ علیٰ نبیّنا
بھٹکے ہوؤں کا رہنما صلِّ علیٰ کریمنا　　دونوں جہاں کا آسرا صلِّ علیٰ رئیسنا

صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ حبیبنا
صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ محمدٍ

تیرا جمال بالیقیں رونقِ بزمِ دو جہاں　　جلوہ تیرا مکاں مکاں شمعِ حریمِ لامکاں
دونوں جہاں میں اک تیری ذاتِ انیسِ بیکساں　　تیرا درود بن گیا چارۂ دردِ عاصیاں

صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ حبیبنا
صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ محمدٍ

اے کہ تیرا مقام ہے قُربِ خدائے بے نیاز　　اے کہ تیرے وجود پر خالقِ دو جہاں کو ناز
اِک تری جنبشِ نظر سب کے لیے ہی چارہ ساز　　تیری نظر سے جو گرا ہو نہ سکا وہ سرفراز

صلِّ علیٰ نبیّنا صلِّ علیٰ محمدٍ
صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ محمدٍ

درد و غمِ فراق نے ایسا کیا ہے پائمال　　زندگی بن گئی میری تیرے بغیر اک وبال
واسطہ اہلِ بیت کا ہو کوئی صورتِ وصال　　مجھ پہ کرم کی اِک نظر صدقۂ حضرت بلال رض

صلِّ علیٰ نبیّنا صلِّ علیٰ محمدٍ
صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ محمدٍ

کثرتِ ذکرِ مُصطفےٰ مدحِ حبیبِ کبریا　　راحتِ دل، قرارِ جاں دردِ ملال کی دوا
اب تو یہی ہے آرزو اور دُعا کا منتہا　　بس ہو درِ حضور پر خیر سے میرا خاتمہ

صلِّ علیٰ حبیبنا صلِّ علیٰ مُحمّد
صلِّ علیٰ مُحمّدٍ صلِّ علیٰ مُحمّد



جو ذرے ملے مجھ کو مدینے کے سفر میں
چُن چُن کے وہ سب رکھ لیئے دامانِ نظر میں

بیٹھا ہوں لیئے دردِ محمدؐ کا جگر میں
اللہ کی رحمت سی ہے سب کچھ مرے گھر میں

فردوس کے منظر میں نہ وہ نورِ قمر میں
انوار بھرے ہیں جو مدینے کی سحر میں

اُڑنے کی نہ طاقت رہی جبریل کے پر میں
ایسا بھی مقام آیا تیری راہ گذر میں

دھارے سی برسنے لگے میزابِ کرم کے
جب اشک اُمڈ آئے میرے دیدۂ تر میں

جلوہ ہے میرے سامنے معراجِ دنیٰ کا
اِک صاحبِ مازاغ کا سُرمہ ہے نظر میں

اِک حسنِ ازل، حسنِ نظر، حسنِ حقیقت
دیکھا ہے تیرے روضے کی دیوار میں در میں

میدانِ قیامت میں ہے ایک ایک گنہگار
رحمت کی قسم رحمتِ عالم کی نظر میں

اب چھوڑ دے کشتی کو ہلالؔ اُن کے کرم پر
وہ چاہیں تو ساحل ابھی بن جائے بھنور میں



یہ درِ عقدہ کُشا ہے یہاں ایسا تو نہیں | مُشکلیں حل نہ ہُوئی ہوں کبھی دیکھا تو نہیں
طالبِ فقر تیرا طالبِ دُنیا تو نہیں | یہ گدائے شہ کونین ہے منگتا تو نہیں
جس کا سایہ نظر آیا نہ جہاں والوں کو | یہ کہیں خالقِ کونین کا سایہ تو نہیں
شبِ ہجر کی بِاللہ سحر مت مانگو | غم گسارو یہ میرے غم کا مداوا تو نہیں
ضبطِ غمِ عِشق کی معراج ہے شب بیدار | اشک جم جاتا ہے پلکوں پہ ڈھلکتا تو نہیں
اے مدینے کے مُسافر مجھے بِاللہ بتا | مجھ سا مہجور کوئی راہ میں دیکھا تو نہیں
جو کملی میں خدائی کو لِئے بیٹھا ہے | یہ کہیں حسنِ مشیت کا سراپا تو نہیں

کوہِ فاراں کا چراغ آج بھی روشن ہے ہلالؔ
کُن کی تنویر ہے یہ طُور کا جلوہ تو نہیں



آئینے میں نہ صنعتِ آئینہ گر میں ہے

وہ عکس دِل نشیں جو ہماری نظر میں ہے

دِل کو حضر میں چین نہ راحت سفر میں ہے

جس کو قرار کہئے تری رہ گذر میں ہے

وہ دن بھی تھے حلیمہؓ ترے گھر میں کچھ نہ تھا

یہ دِن بھی ہیں کہ دولتِ کونین گھر میں ہے

اب اُٹھ رہے ہیں پردے حریم جمال کے

منظرِ شب دنیٰ کا سوادِ نظر میں ہے

اللہ رے خمار مئے عشقِ مُصطفےٰ

اب میکدہ نظر میں نہ ساغر نظر میں ہے

ہے حُسنِ لم یزل کی اداؤں کا آئینہ

یہ اور بات ہے کہ لباسِ بشر میں ہے

دیوانگیٔ شوق کا عالم نہ پوچھئے

میں بھی سفر میں ہوں میرا دل بھی سفر میں ہے

تاریکیٔ لحد کا مجھے ڈر نہیں ھلال

شمعِ غمِ رسُولؐ فروزاں جگر میں ہے



یہ عظمت غبارِ دیارِ رسولؐ ہے
جبریلؑ کے پروں پہ مدینے کی دھول ہے

پھر لب پہ میرے ہدیۂ نعتِ رسولؐ ہے
پھر گھر میں میرے رحمتِ حق کا نزول ہے

محفل قبول ہے نہ وہ مجلس قبول ہے
جس میں نہ ذکرِ شانِ جنابِ بتول ہے

کہنا صبا یہ اُن سے مرے غم کی کیفیت
آنکھوں میں اشک، لب پہ فغاں دل ملول ہے

تحت الثریٰ سے عرشِ علیٰ تک سنا گیا
اللہ کی زباں پہ بھی ذکرِ رسولؐ ہے

ہم عافیت میں ہیں شہ گردوں پناہ کی
مٹ جائیں ہم؟ یہ گردشِ دوراں کی بھول ہے

لوح و قلم یہ بزم کواکب یہ کہکشاں
نورِ خدا یہ سب ترے قدموں کی دھول ہے

لو گھر میں میرے صاحب والیل آ گئے
اب دیکھنا ہے کتنا شبِ غم کا طول ہے

ساحل پہ جب کھڑے ہیں شہ بحر و بر بلال
کشتی کے غم میں پھر ترا رونا فضول ہے



آسماں مل گئے زمینوں سے
تیرے نقشِ قدم کے زینوں سے

اُن کو عرفان ہے محبّت کا
ہُوک اُٹھتی ہے جن کے سینوں سے

شدّتِ غم کی کیفیت مت پُوچھ
خُوں ٹپکتا ہے آب گینوں سے

تیرے در پر کِیے ہُوئے سجدے
بول اُٹھتے ہیں خُود جبینوں سے

جو تِری عافیت میں چلتے ہیں
بحرِ زندہ ہے اُن سفینوں سے

کج کُلاہوں کا دَم نِکلتا ہے
آپ کے بوریا نشینوں سے

ہے معطّر فضائے کون و مکاں
پیکرِ نُور کے پسینوں سے

ہم نے تیرے ھلال کو دیکھا
ہے فزوں تر چمک نگینوں سے



ہر دَور میں یہ ذکر کتابوں میں رہے گا
عنواں ترا قرآن کے بابوں میں رہے گا

جو چُنتا رہا ہے تِری توصیف کی کلیاں
وہ گلشنِ جنّت کے گلابوں میں رہے گا

ہے سایۂ گیسوئے نبیؐ جس کی تمنّا
تا حشر وہ رحمت کے سحابوں میں رہے گا

خضرِ رہِ منزل نہ بنائے گا جو اُن کو
منزل نہ مِلے گی وہ سرابوں میں رہے گا

مُزمّل و مُدّثر و یٰسین لقب ہیں
تو معنیٔ طٰہٰ کے خطابوں میں رہے گا

مت چھیڑ مری رُوح کے پردوں کو مُغنّی
یہ نغمۂ غم دل کے ربابوں میں رہے گا

دِن رات ہلالؔ اَور دوبالا ترا خم ہو
تو اشہبِ اسریٰ کی رکابوں میں رہے گا



مُشفِق کوئی دُنیا میں ہوا ایسا تو دِکھائے
خُود آپ تو بھوکا رہے اوروں کو کھلائے

خُوشیوں سے شناسا کیا غم سارے بُھلائے
آقا نے وہ پھاہے میرے زخموں پہ لگائے

وہ کِس کو بھلا حشر کے میدان میں پائے
خُود شافعِ محشر جسے دامن میں چھپائے

خُورشیدِ قیامت کی تپش پڑ گئی مدھم
دیکھے ہیں کہیں اس نے تری زُلف کے سائے

چارہ گرِ کونین سے کہہ دے کوئی جا کر
"لمحوں نے کبھی زخم کبھی پھُول کھِلائے"

آقاؐ مِرے آقا مِرے والی مِرے مولا
حسرت ہے کہ موت آپ کی دہلیز پہ آئے

خلاقِ دو عالم کے توکُّل کا یقیں کا
بیٹھا ہے چٹائی پہ کوئی تکیہ لگائے

بیٹھا ہُوں ہلالؔ اُنؐ کی تمنا میں بصد شوق
تارے شبِ غم دامنِ مژگاں پہ سجائے



وصفِ جمالِ یار کیے جا رہا ہوں میں
تسکینِ قلبِ زار کیے جا رہا ہوں میں

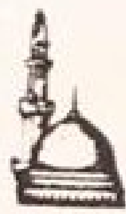
پھر ذکرِ زُلفِ یار کیے جا رہا ہوں میں
محفل کو مُشک بار کیے جا رہا ہوں میں

پھر یاد آ رہی ہیں مدینے کی وادیاں
دامن کو تار تار کیے جا رہا ہوں میں

اِک رحمتِ بسیط کا قائل ہوں اس لیے
تقصیرِ بے شمار کیے جا رہا ہوں میں

ہستی مٹا کے نقشِ کفِ پائے یار پر
ہستی کو پائدار کیے جا رہا ہوں میں

اشکوں میں ڈھل رہا ہے جگر کا لہو ہلال
دامن کو لالہ زار کیے جا رہا ہوں میں



جو پہلا باب کتابِ ازل کا کھولا ہے
خُدا کے بعد محمدؐ کا نام دیکھا ہے

یہ شمعِ ختمِ نبوّت کی لَو کا صدقہ ہے
جو آج طاقِ حرم کا چراغ جلتا ہے

تو شرحِ حُسنِ ازل ہے ازل کا منشا ہے
خُدا کا نُور ہے قرآن ہے صحیفہ ہے

درِ رسُول پہ جبریلؑ جب بھی آیا ہے
پَروں پہ گردِ مدینہ سجا کے لَوٹا ہے

تری نگاہ میں حُسنِ ازل ہے آئینہ
"خُدا کو تیرے سوا اور کس نے دیکھا ہے"

حضُورؐ آپ کے روضے کی ایک ایک جالی
ریاضِ خلد ہے جنّت کا اِک دریچہ ہے

وہیں مروں میں وہیں مر کے خاک ہو جاؤں
اس اہتمام سے اِک دن مدینے جانا ہے

یہ رحلِ نُور ہے یا گود ہے حلیمہؓ کی
کہ جس میں صاحبِ قرآن رسُولؐ بیٹھا ہے

ہے صُبحِ عید تو شب ہے شبِ برأت اس کی
ہلالِ گنبدِ خضریٰ کو جس نے دیکھا ہے



ہر ذرے سے نور کا پیکر دکھائی دے
سایہ خدا کے سائے کا کیوں کر دکھائی دے

شمس الضحیٰ کہوں اُسے بدرالدجیٰ کہوں
جو مظہرِ تمام کا مظہر دکھائی دے

یارب میری نظر کو وہ حُسنِ نظر ملے
دیکھوں جدھر مدینے کا منظر دکھائی دے

رحمت یہ چاہتی ہے سر حشر اہتمام
ہر تشنہ لب کے ہاتھ میں ساغر دکھائی دے

وہ نقطۂ ازل جسے ختم رُسل کہیں
پرکارِ کائنات کا محور دکھائی دے

شانِ کرم تو دیکھئے میرے کریمؐ کی
منگتا بھی اُنؐ کا صاحبِ کشور دکھائی دے

میخانۂ حیات کے چاروں طرف ہلالؔ
فیضِ نگاہِ ساقیٔ کوثر دکھائی دے



کیوں نہ پھر ساحلِ رحمت پہ سفینہ ٹھہرے
ناخدا جب مرے سلطانِ مدینہ ٹھہرے

کُن کا سرمایہ بنے کُن کا خزینہ ٹھہرے
آپؐ کونین کا انمول نگینہ ٹھہرے

وہ جگہ عطر کا، عنبر کا خزینہ ٹھہرے
جس جگہ پیکرِ اطہر کا پسینہ ٹھہرے

مرحبا! صاحبِ معراج کے قدموں کے نشاں
فرش والوں کے لئے عرش کا زینہ ٹھہرے

حاضری روضۂ اقدس کی مقدّر بن جائے
کوئی ایسا بھی مہینوں میں مہینہ ٹھہرے

ہجر کی شب کو ملے صُبحِ مسرّت کی نوید
اشک پلکوں پہ بہ این حُسنِ قرینہ ٹھہرے

وُسعتِ قلبِ منوّر کا ٹھکانا ہے کوئی
مہبطِ نورِ خدا جب ترا سینہ ٹھہرے

فقر کی شان بہ ایں شان کہ اے صلِّ علیٰ
کُل جہاں مِلک، غذا نانِ شبینہ ٹھہرے

ذرّے جو مس ہوئے پائے محمدؐ سے بلالؔ
وہ مہ و مہر کی قسمت کا نگینہ ٹھہرے



نہیں اُن کے اَوج کی انتہا حدِ آسماں سے گُذر گئے
جو دبے دبے سے بصد ادب ترے آستاں سے گذر گئے

وہی جلوہ گاہِ ازل بنی ، وہی حُسنِ راہِ عمل بنی
وہ جہاں جہاں بھی ٹھہر گئے وہ جہاں جہاں سے گذر گئے

وہی باغِ فکر کے پھُول ہیں وہی جانِ نعت رسُولؐ ہیں
وہ سخن کہ خامۂ شوق کی جو کبھی زباں سے گذر گئے

وہ فضائے حشر بدل گئی ، وہ بساطِ حشر سمٹ گئی
کہ وہ رحمتوں کو بکھیرتے صفِ عاصیاں سے گذر گئے

وہی زندگی کو سمجھ گئے بہ خُدا وہی تو ہیں جاوداں
غمِ مصطفےؐ ہیں جو مر گئے وہ غمِ جہاں سے گذر گئے

بس اُنہیں کی ایک مثال ہے۔ یہ اُنہیں کا حُسنِ کمال ہے
وہ حدِ گماں سے گذر گئے وہی لامکاں سے گذر گئے

کبھی گردِ رہ کو اُٹھا لیا، کبھی سارباں کے قدم لئے
شب غم کسی کے خیال میں کئی کارواں سے گُذر گئے

کہاں اُنؐ کی گردِ رہِ سفر، کہاں جبرئیل کو یہ خبر
وہ کہاں کہاں پہ ٹھہر گئے وہ کہاں کہاں سے گذر گئے

سُم راہوار رسُولؐ کی جنھیں جُستجُو تھی ہلالِ نو
وہ سجا کے پلکوں کی انجمن رہِ کہکشاں سے گذر گئے



اپنے منگتوں کو یہ ایں شانِ سخا دیتے ہیں
بے نیازِ غمِ کونین بنا دیتے ہیں

یُوں بھی دیکھا ہے وہ جب ہوتے ہیں مائل بہ کرم
وسعتِ دامن سائل بھی بڑھا دیتے ہیں

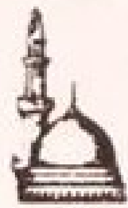
دوستو! آؤ محمدؐ کی غلامی کرلیں
یہ ہیں بندوں کو جو مولا سے مِلا دیتے ہیں

جب بھی جاتا ہُوں کہیں فردِ ندامت لیکر
سب تیرے دامنِ رحمت کا پتہ دیتے ہیں

دست کفّار میں توحید رسالت کی قسم
سنگریزے بھی نبُوّت کی صدا دیتے ہیں

عدل کا وقت ہے یارب تری دُنیا والے
مُجھ کو ناکردہ گناہوں کی سزا دیتے ہیں

یہ کوئی بات نہیں بدر جو بن جائے ہلال
وہ تو ذرّوں کو بھی خورشید بنا دیتے ہیں



فقر کی شان بھی کس درجہ حسیں ہوتی ہے
مالکِ کُل کی غذا نانِ جویں ہوتی ہے

زندگی اُس کی حقیقت میں حسیں ہوتی ہے
جس پہ چشمِ کرمِ سرورِ دیں ہوتی ہے

چشمِ میگوں کی قسم جنبشِ مژگاں کی قسم
ہر خلش دردِ محبت کی حسیں ہوتی ہے

جس پہ لہرائے شہ کُل ترے پرچم کا نشاں
موجِ خود ایسے سفینے کی امیں ہوتی ہے

فقر کی شان بہ ایں شانِ کرم کیا کہیئے
اک نہیں ہو جو ترے گھر میں نہیں ہوتی ہے

بندگی اُس کی نماز اُس کی عبادت اُس کی
جس کی وابستہ ترے در سے جبیں ہوتی ہے

اک نظر دیکھ لیں ذرے کو تو ہو رشکِ قمر
کیا کہیں کیا نگہِ خاک نشیں ہوتی ہے

جو غمِ عشقِ محمدؐ میں گذرتی ہے ہلالؔ
خلد کی صُبح سے وہ شام حسیں ہوتی ہے



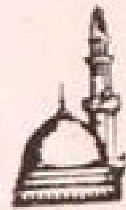
پھر نقابِ رُخ اُٹھا پھر چہرۂ انور دکھا
خواب ہی میں خواب کی تعبیر کا منظر دکھا

اپنی آنکھوں سے لگاؤں اپنے چہرے پر ملو
اے صبا خاکِ رہِ طیبہ کبھی لاکر دکھ

تیرے عاصی مضطرب ہیں حشر کا میدان ہے
کوئی صُورت عَفو کی اے عفو کے پیکر دکھا

خضر سے کیا واسطہ آبِ بقا کس کام ک
تشنہ لب ہوں ساقیِ کوثر، یمِ کوثر دِکھ

چل ہلالؔ اب گنبدِ خضرا کی ملتی ہے زکوٰۃ
تو بھی دامانِ تمنّا با ادب بڑھ کر دِکھا



ابتدا کہیے انتہا کہیے
مصدرِ کُن کو اور کیا کہیے

وہ بشر ہوں تو ہم ثنا بھی کریں
جو محمدؐ ہوں اُن کو کیا کہیے

خالقِ کائنات کی تم کو
آرزو کہیے مدعا کہیے

شبِ اسریٰ رہا نہ پردہ میم
اس کو تفسیر ماتغیٰ کہیے

آرزو ہے کہ چوم کر جالی
حسرتِ قلبِ مبتلا کہیے

ارضِ طیبہ تری فصیلوں کو
حسنِ فطرت کا دائرہ کہیے

قوسِ ابروئے مصطفٰےؐ کو بلال
قابَ قوسین کی ادا کہیے



اُلجھے پڑے ہیں گیسوئے دیوانۂ حجاز
مشّاطۂ ازل ہے کہاں شانۂ حجاز

جلوے سجا رہا ہُوں حریمِ نگاہ میں
پیشِ نظر ہے جلوۂ جانانۂ حجاز

یہ جنبشِ نگاہِ محمّد کا فیض ہے
مستِ مئے الست ہے مستانۂ حجاز

جس کو جلائے برقِ تجلّیٰ وہ میں نہیں
پروانۂ حجاز ہُوں پروانۂ حجاز

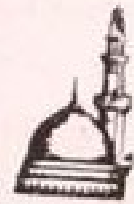
دہلیزِ مُصطفےٰ پہ ہیں جبریل سر بہ خم
اللہ رے یہ عظمتِ کاشانۂ حجاز

جوشِ جنُوں میں آبلہ پائی کا غم کِسے
رقصاں ہے نوکِ خار پہ دیوانۂ حجاز

پلکوں پہ سج رہی ہے ستاروں کی انجمن
یا داغِ دل جلے پئے نذرانۂ حجاز

رضواں کبھی تو چشم حقیقت نگر سے دیکھ
جنّت کہاں تری کہاں گُل خانۂ حجاز

ساغر صفت ہلال ہے بزمِ نجوم میں
ہے چرخ پر بھی گردشِ پیمانۂ حجاز



پردہ اٹھا رہا ہے کوئی جلوہ گاہ کا
دامن بچھا رہا ہوں میں اپنی نگاہ کا

ساقی عطا ہو جام کوئی لا الٰہ کا
میں تشنہ لب ہوں یوسفِ طیبہ کی چاہ کا

رہ جائے گا بھرم میری فردِ گناہ کا
دامن پکڑ لیا ہے رسالت پناہ کا

پلکوں پہ سج رہی ہے ستاروں کی انجمن
گوشہ چمک رہا ہے حریمِ نگاہ کا

عاصی تمام داورِ محشر کے سامنے
مُنہ تک رہے ہیں آیۂ رحمت پناہ کا

کملی کا واسطہ تمہیں کملی کا واسطہ
رکھنا خیال حشر میں مجھ رُوسیاہ کا

آیا کوئی فقیر شہنشاہ کر دیا
اللہ رے یہ فیض تری بارگاہ کا

سچ تو یہ ہے کہ سیدِ کونین کے حضورؐ
سرخم ہوا ہر ایک سرِ کج کُلاہ کا

ہو جائے رشکِ وادیٔ سینا مری لحد
مجھ کو کفن سے ملے جو تری گردِ راہ کا

تابانی ہلال سے کہتی ہے کہکشاں
یہ پرتوِ جمال ہے اسریٰ کے ماہ کا



اگر دل آشنائے غم نہیں ہے

خوشی بھی پھر کوئی محکم نہیں ہے

مری فردِ عمل میں کوئی نیکی

نہیں ہے رحمتِ عالم نہیں ہے

بجز ذاتِ محمدؐ اور کوئی

حریمِ قدس کا محرم نہیں ہے

نگاہِ ساقیِ کوثر سلامت

مرا مقصود جامِ جم نہیں ہے

کوئی لفظ حدیثِ دردِ اُلفت

کتابِ معرفت سے کم نہیں ہے

ہے گریاں کہکشاں فرقت میں تیری

جبینِ گُل پہ یہ شبنم نہیں ہے

تصور میں مدینے جا رہا ہوں
کسی کا یہ کرم بھی کم نہیں ہے
رہینِ نقش پائے مصطفےٰ ہوں
کسی دہلیز پر سر خم نہیں ہے
شفیع عاصیاں محشر میں مجھ کو
ترے ہوتے ہوئے کچھ غم نہیں ہے



حدیثِ درد رقم کر گئے جو دیوانے
لگائے پھرتے ہیں سینوں سے اُن کو فرزانے

قدم قدم پہ گرایا ہے لغزشِ پا نے
قدم قدم پہ سنبھالا ہے میرے آقاؐ نے

یہ کس کی جلوہ گہِ ناز ہے خُدا جانے
فرشتے عرش سے آتے ہیں پھول برسانے

مجھے ملے کہیں خاکِ درِ رسولؐ ملے
میں اپنے داغِ جبیں کو چلا ہوں چمکانے

مکینِ گنبدِ خضریٰ بس اِک نگاہِ کرم
تڑپ تڑپ کے نہ مرجائیں تیرے دیوانے

مہ و نجوم تری گردِ راہ کا صدقہ
ترے قدم سے منور ہیں آئینہ خانے

سکونِ قلب کی دولت سے سرفراز کیا
تیرے نثار، ترے غم کی اِک تمنا نے

وہیں وہیں پہ عقیدت کی جلوہ گاہ بنی
جہاں جہاں سے بھی گذرے ہیں تیرے دیوانے

وہ ایک جنبشِ ابروئے مصطفٰےؐ تھی ہلالؓ
وہ اِک جھلک سی جو دیکھی تھی چشمِ موسیٰ نے



جہاں جہاں مہ طیبہ کی چاندنی دیکھی
وہیں وہیں پہ نمایاں خُود آگہی دیکھی

جو دل میں عشقِ محمدؐ کی روشنی دیکھی
زہے نصیب کہ دُنیا کی ہر خُوشی دیکھی

وہ بارگاہِ رسالت کی برتری دیکھی
کہ سر بہ سجدہ جہاں عظمتِ شہی دیکھی

بہ فیضِ عشقِ محمد وہ آگہی دیکھی
خُودی ہو جس پہ تصدّق وہ بے خُودی دیکھی

غبارِ دشتِ مدینہ اُٹھا لیا سر پر
جنونِ عشق میں جب میں نے کچھ کمی دیکھی

تمہارا نقش کفِ پا ہے میرا سجدۂ شوق
تمہارے قدموں میں تکمیلِ بندگی دیکھی

غمِ رسُول میں ہر زخمِ دل ہے رشکِ بہار
ہر ایک داغِ جگر میں وہ تازگی دیکھی

میانِ بندہ و آقا رہا نہ فرق کوئی
ترے حضُور وہ توقیرِ آدمی دیکھی

ہلالؔ ماہِ درخشاں بنا، زہے قسمت
ہلالؔ نے ترے جلوؤں کی روشنی دیکھی



دیکھا اُنہیں سرکارؐ نے رحمت کی نظر سے
جب اشک ندامت کے میری آنکھ سے برسے

وابستہ ہیں کچھ ایسے مناظر بھی بشر سے
پوشیدہ ہیں اب تک جو فرشتوں کی نظر سے

روئے جو کوئی پرسشِ اعمال کے ڈر سے
پھر کیوں نہ وہاں ابرِ کرم جھوم کے برسے

آتی ہے ندا سدرہ کے ہر بام سے در سے
واقف نہیں جبریلؑ بھی پروازِ بشر سے

اُس راہ کے ذرّے ہیں ستاروں کا مقدّر
گذرا ہے مہِ آمنہ جس راہ گذر سے

گیسو ترے اے نورِ ازل نورِ مجسّم
مشاطۂ رحمت نے سنوارے ہیں نظر سے

اُبھرا ہُوں ترے نام کا لے لے کے سہارا
منجدھار سے، طوفاں سے، تلاطم سے، بھنور سے

بیمارِ مدینہ کو مدینے میں بُلا لے
کب تک یہ ترے شربتِ دیدار کو ترسے

تاریکیٔ مرقد کا ہلالؔ اب نہیں خدشہ
داغِ گُلِ طیبہ کو لگا یا ہے جگر سے

"دہلیزِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم"

رُخ وقت کے دھارے کا بدل کیوں نہیں جاتا
کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل کیوں نہیں جاتا
دیوانے ابھی بیڑیاں کٹ جائیں الم کی
دہلیزِ محمّدؐ پہ مچل کیوں نہیں جاتا



مانا خُدا نہیں تُو حبیبِ خُدا تو ہے
تُجھ میں خُدا کے نُور کی اِک اِک ادا تو ہے

پھر سر کسی کے نقشِ قدم پہ جُھکا تو ہے
پھر کعبۂ مُراد کوئی در بنا تو ہے

معلُوم اُن کو حال شبِ غم ہُوا تو ہے
دامن پہ میرے اشکِ تمنّا گرا تو ہے

ساغر بہ فیضِ ساقی کوثر مِلا تو ہے
کیفِ نگاہ یار میسّر ہُوا تو ہے

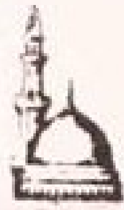
بیمارِ دردِ غم کے لِئے اِک دوا تو ہے
دامانِ مصطفےٰؐ کی سلامت ہوا تو ہے

برسیں گی آج حُسنِ ازل کی تجلّیاں
اُن کے حریمِ ناز کا پردہ اُٹھا تو ہے

مُجھ سے گنہگار سیہ کار کے لِئے
اِک رحمتِ تمام کا بابِ عطا ہُوا تو ہے

ٹُھکرا دیں لاکھ اہلِ دُوَل اہلِ زر مُجھے
اِک آخری سہارا درِ مصطفےٰؐ تو ہے

تابانیٔ ہلالؔ جو کم ہے تو کیا ہُوا
داغِ فراقِ طیبہ کی دِل میں ضیا تو ہے



یقیناً موت میری زیست کے سانچے میں ڈھل جائے
محمدؐ سامنے ہوں اور میرا دم نکل جائے

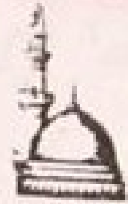
جو پروانہ چراغِ مصطفیٰ کی لو پہ جل جائے
وہ پروانہ حدودِ ماہ و انجم سے نکل جائے

حیات و موت کا انداز ہی یکسر بدل جائے
ہلالؔ گنبدِ خضریٰ جو دیکھوں دم نکل جائے

وہ اِک اشکِ ندامت حاصل صد بندگی ہوگا
کہ جو دل سے نکل کر نوکِ مژگاں پر مچل جائے

قدم خارِ مغیلاں اپنے سر پر اُس کے رکھتے ہیں
کہ جو صحرائے بطحیٰ کے لئے گھر سے نکل جائے

پکارے جب ہلالؔ اُن کو کوئی بحرِ حوادث میں
ہوا پتوار ہو جائے بھنور ساحل میں ڈھل جائے



یارب یہ تمنا ہے کہ جب نکلے مرا دم
ہو پیشِ نظر جلوۂ سرکارِ دو عالمؐ

ہے حُسن ترا باعثِ تزئینِ دو عالم
اے نورِ خُدا نُورِ ازل نُورِ مجسّم

خوش بخت ہے وہ دہر میں اے سیّدِ عالم
قسّامِ ازل جس کو عطا کر دے ترا غم

اِن دونوں جہانوں کی قسم دونو جہاں میں
اللہ کے بعد آپ ہیں ممتاز و مکرم

ہوتا ہے جہاں ذکرِ گُلِ باغِ مدینہ
گرتی ہے وہاں عرش سے انوار کی شبنم

اے شہرِ مدینہ تری عظمت کے تصدُّق
ہو جائے مری خاک تری خاک میں مُدغم

ہے پیشِ نظر گُنبدِ خضریٰ کی تجلّی
دیکھا نہیں جاتا نگہِ شوق کا عالم

نسبت ہے اُسے آپ کے اِک ناخنِ پا سے
یُوں ہی تو ہلالِ فلکِ پیر نہیں خم



مٹی جہان کی تیرہ شبی مدینے سے
وہ شمعِ ختمِ نبوّت جلی مدینے سے

طنابیں مل گئیں کونین کی مدینے سے
خُدا سے ملنے چلا جب نبیؐ مدینے سے

ملا ہے خلد کی حُوروں نے اُس کو چہروں پر
جو گرد راہِ مدینہ اُڑی مدینے سے

جو آئیں خلد سے رضوان بھی دیکھنے کے لئے
یہ میرا دعویٰ نہ جائیں کبھی مدینے سے

گُناہ گاروں میں رحمت کی جھولیاں بھر کر
لُٹا رہا ہے خُدا کا سخی مدینے سے

غبارِ کوئے مدینہ کا فیض ہے جبریلؑ
سجی ہے وادیٔ سدرہ تیری مدینے سے

نثار ایسے گریباں پہ لاکھ بندِ قبا
کہ جس کی ہوتی ہو بخیہ گری مدینے سے



جگر کے زخم ہرے ہوں سکوں ملے اِن کو
جو مُسکرائے گُلِ ہاشمیؐ مدینے سے

رَوِش رَوِش پہ بِکھرتی چلی گئی خوشبو
"صَبا جب آئی مہکتی ہُوئی مدینے سے"

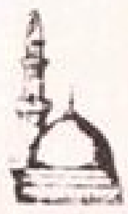
اُنہیں کے درد کا صدقہ مجھے حضوُرؐ ملے
جنہیں ملی سَندِ شاعری مدینے سے

ہلاؔل کاسہ بکف ہے کہاں اِدھر آئے
میرے کریمؐ نے آواز دی مدینے سے

"صُورت سوال"

آئینۂ خیال پہ گردِ ملال ہے
صُورت سوال ہے مری صُورت سوال ہے

اِک زحمتِ نگاہ! دو عالم کے چارہ ساز
بارِ الم سے پُشت خمیدہ ہلال ہے



اے خوشا جب تک میں فکرِ نعت میں ڈوبا رہا
سامنے میرے ہلالؔ گنبدِ خضریٰ رہا

درمیاں میں فاصلہ جتنا ضروری تھا رہا
طالب و مطلوب میں اِک میم کا پردہ رہا

چاند سُورج اور بھی آئے مگر گہنا گئے
تیرا جلوہ خالقِ کونین کا جلوہ رہا

مِلک میں لوح و قلم لیکن توکّل کی یہ شان
خاک کا بستر رہا اللہ پر تکیہ رہا

دِل میں جلوہ گر رہا یُوں ماہِ طیبہ کا جمال
میرا دامانِ نظر انوار سے بھرتا رہا

جب شبِ اسریٰ ہوئے اِک دُوسرے کے رُو برو
دیر تک آئینہ گر آئینے کو تکتا رہا

توسنِ ماہِ دنیٰ کے سُم سے نسبت ہے تری
تُو جہاں کے تاجداروں سے ہلالؔ اچھا رہا

داغِ اُلفت مرا اس درجہ نمایاں ہو جائے
بزمِ ہستی میں چراغاں ہی چراغاں ہو جائے

غم تِرا کاش مِری موت کا عنوان ہو جائے
میرا مرنا بھی مِری زیست کا ساماں ہو جائے

مِلتی ہیں دامنِ رحمت میں پناہیں اُس کو
اشکِ غم جب کوئی زینت دہ مژگاں ہو جائے

حُسنِ واللیل کا جلوہ ہے تصور افروز
کچھ طویل اور الٰہی شبِ ہجراں ہو جائے

سر جہاں نقشِ کفِ پائے محمدؐ پہ جھکے
بس وہیں ختم مِری عمرِ گریزاں ہو جائے

نوکِ مژگاں کی قسم پنجۂ مژگاں کی قسم
زخمِ دل کاش بہارِ گُلِ خنداں ہو جائے

روئے والشمس کے جلوے ہیں تصور میں ہلال
چشمِ آئینہ اگر دیکھے تو حیراں ہو جائے



اگر نصیب نہ وہ سنگِ آستاں ہوتا
جبیں کا داغ نہ پھر اتنا ضوفشاں ہوتا

جو سَر بہ سَر نہ ترا لطفِ بیکراں ہوتا
نہ جانے حشر میں کیا حالِ عاصیاں ہوتا

ہلال! کاش تری گردِ کارواں ہوتا
مکاں کی قید نہ احساسِ لامکاں ہوتا

شبِ الم جو نہ جلتے چراغ پلکوں پر
تو کیسے گھر مرا پھر رشکِ کہکشاں ہوتا

نہ ملتی گردِ سفر اشہبِ رسالت کی
تو آسمان بھی کہنے کو آسماں ہوتا

کسی کی جلوہ گہ ناز میں جو مَر جاتا
بڑا کرم ترا اے مرگِ ناگہاں ہوتا

اُن ہی کے غم میں مجھے کاش موت آ جاتی
اُن ہی کا غم مری ہستی کا پاسباں ہوتا

تمہارے غم کا سہارا نہ ملتا ہجر کی شب
حدیثِ درد کا پھر کون ترجماں ہوتا

یہ عندلیبِ چمن زارِ مصطفےٰ نہ ہوا
ہلالؔ اوجِ ثریا پہ آشیاں ہوتا

"خاک مدینہ"

نہیں چاہتا دردِ دل کو سکوں دے
مگر مانگتا ہوں وہ جذبِ دروں دے

جو خاکِ مدینہ کو سر پہ اُٹھا لے
اِک ایسی تڑپ دے اِک ایسا جنوں دے



مینہ برستا ہے وہاں ابرِ سخا کی صُورت
ذکر ہوتا ہے جہاں صلِّ علیٰ کی صُورت

جس نے دُنیا میں نہ دیکھی ہو خُدا کی صُورت
دیکھ لے سیّد لولاک لما کی صُورت

جب نہیں آئی نظر کوئی شفا کی صُورت
اُن کا غم بن گیا خود آپ دوا کی صُورت

اُن کا نام آیا تھا بس لب پہ دُعا کی صُورت
کھُل گیا بابِ کرم حسنِ عطا کی صُورت

یاد جب والیٔ طیبہ مجھے فرمائیں گے
اُڑ کے جاؤں گا وہاں بادِ صبا کی صُورت

کہکشاں ہوتی نہ یہ بزمِ ثریا ہوتی
گر نہ ہوتی ترے نقشِ کفِ پا کی صُورت

جب شبِ غم اُنہیں مشکل میں پکارا میں نے
آپ آئے ہیں وہیں عقدہ کشا کی صُورت

دوستو! آؤ محمّد کی غلامی کر لیں
دارِ فانی میں فقط ہے یہ بقا کی صُورت

جب چلے صاحبِ معراج خدا سے ملنے
نُور سے دُھلنے لگی عرشِ عُلیٰ کی صُورت

کاش طیبہ کی ہوا مُجھ کو اُڑا کر لے جائے
رہ نہ جاؤں میں یہاں آبلہ پا کی صُورت

جلوہ چھپتا نہیں اب کوئی بھی نظروں میں بلالؔ
جب سے دیکھی ہے مہ غارِ حرا کی صُورت

"سِلکِ غم"

سِلکِ غمِ الفت کو پرونا نہیں آتا
رونا تو یہی ہے مجھے رونا نہیں آتا

اے ہجر کی شب، دیدۂ نم، کیسے بتاؤں
یہ درد کلیجے میں سمونا نہیں آتا



کُن کے انوار سجانے کے لیے آپ آئے
ذوقِ نظارہ بڑھانے کے لیے آپ آئے

آتشِ کفر بجھانے کے لیے آپ آئے
شمعِ توحید جلانے کے لیے آپ آئے

عظمتِ کعبہ بڑھانے کے لیے آپ آئے
نقشِ اوہام مٹانے کے لیے آپ آئے

دولتِ درد لٹانے کے لیے آپ آئے
غم کے آداب بتانے کے لیے آپ آئے

معصیت کاروں کو دُنیا کے سیاہ کاروں کو
اپنے دامن میں چھپانے کے لیے آپ آئے

ہر ادا خالقِ کونین کی دامن میں لیے
دیدہ وُ دل میں سمانے کے لیے آپ آئے

عاصیو! آؤ چلیں فردِ ندامت دھونے
چشمۂ فیض بہانے کے لیے آپ آئے

اپنا پیوندِ قبا رحمتِ یزداں کی قسم
زخمِ عصیاں پہ لگانے کے لیے آپ آئے

وہ اشارہ جو کریں موجِ بلا چل کے بلاآل
میری کشتی کو بچانے کے لیے آپ آئے



ہر نفس میرا غریقِ بحرِ عصیاں ہے تو کیا
جب وہ ساحل پر ہیں پھر یہ شورِ طوفاں ہے تو کیا

تم ذرا نام محمد ﷺ لے کے کھینچو تو سہی
خنجرِ غم لاکھ پیوستِ رگِ جاں ہے تو کیا

ہاتھ سے چھوٹے نہ دامن سیدِ کونین کا
ساری دُنیا بھی اگر مجھ سے گریزاں ہے تو کیا

جب میسر ہے مجھے سایہ تری دیوار کا
مہرِ تاباں حشر میں صد شعلہ ساماں ہے تو کیا

لے لیا ہے خاکِ طیبہ نے مجھے آغوش میں
تنگ مجھ پر عرصۂ گورِ غریباں ہے تو کیا

کر لیا وابستۂ دامانِ رحمت جب اسے
حشر میں رسوائی چاکِ گریباں ہے تو کیا

اُن کا پیوندِ قبا زخموں پہ رکھ لوں گا ہلالؔ
چارہ گر مایوس ہے ناکامِ درماں ہے تو کیا



درِ نبیؐ پہ مجھے پائمال ہونے دو
ہلالؔ ہوں مجھے بدرِ کمال ہونے دو

ہیں پھر خیال میں مینارِ مسجدِ نبویؐ
پھر آج ذکرِ اذانِ بلالؓ ہونے دو

یہی خیال ہے معراجِ بندگی کی دلیل
اسی خیال میں محوِ خیال ہونے دو

مسرتوں کا جہاں کیا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں
نبیؐ کے غم سے مجھے مالامال ہونے دو

نہ اور بات کرو کوئی زائرینِ حرم
وہیں کا ذکر وہی قیل و قال ہونے دو

بہانے دو مجھے رحمت کی اوٹ میں آنسو
فزوں کچھ اور غمِ انفعال ہونے دو

تجلیات سے پھر بھرنا جھولیاں، پہلے
نظر کو قابلِ تابِ جمال ہونے دو

فروغِ آیۂ طٰہٰ کی شرح پھر ہوگی
ہلالؔ کو ابھی ماہِ کمال ہونے دو



طیبہ کی سرزمیں ہے یہ صحنِ حرم نہیں
ذرّے یہاں کے مہرِ درخشاں سے کم نہیں

اے پیکرِ کرم ترا کس پر کرم نہیں
تیرے بغیر زینتِ لوح و قلم نہیں

آماجگاہ رحمتِ شاہِ اُمم نہیں
وہ دِل جو بے نیازِ غمِ بیش و کم نہیں

کر دے جو بے نیازِ رموزِ خود آگہی
ایسی نگاہ کم بھی بہت کچھ ہے کم نہیں

سجدے بھی نا تمام عقیدت بھی نا تمام
پیشِ نظر جب آپ کا نقشِ قدم نہیں

اے دستگیر بڑھ کے مرا ہاتھ تھام لے
واماندگی سے چُور ہوں پیروں میں دم نہیں

پائی درِ رسولؐ سے خاکِ درِ رسولؐ
اب کوئی غم نہیں مجھے اب کوئی غم نہیں

پہلے ہلالؔ گنبدِ خضریٰ کو دیکھ لوں
پھر اس کے بعد جان بھی جائے تو غم نہیں



اشک دامن پر سجے پلکوں کو زیبائی ملی
تیری فرقت میں شبِ غم کو یہ رعنائی ملی

شانِ یکتا سے تجھے یہ شانِ یکتائی ملی
سنگ ریزوں کو تری مٹھی میں گویائی ملی

مطربِ فطرت نے جب چھیڑا مرا سازِ حیات
روح کے پردوں میں تیرے غم کی شہنائی ملی

صاحبِ اسریٰ شبِ اسریٰ کے جلووں کی قسم
لیلیٰ شب کو تری زلفوں کی رعنائی ملی

جب بھی لب پر آگیا ذکرِ نبیؐ نامِ نبیؐ
روح کو بالیدگی اور دل کو توانائی ملی

جب ہوا انؐ کا اشارہ جب ہوا اُن کا کرم
ہر مسرت خود میری دہلیز پر آئی ملی

ہم نے دیکھا ہے ہلالِ نو سرِ اوجِ فلک
آسمانِ غم پہ اک تصویرِ گہنائی ملی



ہر ذرہ رہِ طیبہ کا انجم ہے قمر ہے — "خورشیدِ رسالت کی شعاعوں کا اثر ہے

جلوہ ترا کہتے ہیں شبِ غم کی سحر ہے — محتاجِ توجّہ بھی میرا زخمِ جگر ہے

طیبہ ہے نظر میں کبھی طیبہ کا سفر ہے — پروازِ تخیل ہے کہ جبریلؑ کا پر ہے

یہ سلسلۂ تارِ نفس ختم اگر ہے — بالیں پہ محمدؐ ہیں مجھے کاہے کا ڈر ہے

سدرہ کے در و بام ہیں دامانِ نظر ہے — چُٹکی میں قلم ہے کہ یہ جبریلؑ کا پر ہے

قطعہ بند

تو محورِ کونین ہے کونین نگر ہے — جس حال میں جو بھی ہے تجھے سب کی خبر ہے

دے مجھ کو سکوں فاطمہ زہراؓ کا تصدق — "چھلنی ہے جگر دل میں غمِ لختِ جگر ہے

آجائیے آقا میں کہیں ڈوب نہ جاؤں — منجدھار ہے طوفاں ہے تلاطم ہے بھنور ہے

ہر سمت برستی تھی کبھی تیرگی گھر میں — اب مطلعِ انوار حلیمہؓ ترا گھر ہے

لوٹا ہے نہ لوٹے گا کبھی مانگنے والا — ایسا بھی کوئی گھر ہے کہیں ایسا بھی در ہے

جب خالقِ کونین کی ہیں ساری ادائیں — پھر کیسے محمدؐ کو میں کہہ دوں کہ بشر ہے

ہر ایک گنہگار کی اللہ کے آگے — اے رحمتِ عالم تری چتون پہ نظر ہے

آقاؐ یہ میرا حال ہوا بارِ الم سے
مانندِ ہلالِ فلکِ پیر کمر ہے



جو بخشش پر نگاہِ مُرشدِ میخانہ آتی ہے
مثالِ موجِ کوثر گردشِ پیمانہ آتی ہے

مچلتی رقص کرتی جھومتی مستانہ آتی ہے
صبا سر پر لئے خاکِ درِ جانانہ آتی ہے

زکوٰۃِ حُسن لینے کے لئے شمعِ رسالت سے
شعاعِ مہرِ تاباں صُورتِ پروانہ آتی ہے

وہ مائل ہیں کرم پر جان دیدے اُن قدموں پر
ارے دیوانے یہ ساعت کہیں روزانہ آتی ہے

چلو بادہ کشو دل کھول کر پینا مئے عرفاں
گھٹا طیبہ سے اُٹھ کر جانبِ میخانہ آتی ہے

نہ جانے کیوں چھلک پڑتے ہیں ساغر دل بھر آتا ہے
مُجھے جب یاد تیری اُستنِ حنانہ آتی ہے

لگا آنکھوں سے مل چہرے پہ اب خاکِ سرِ طیبہ
مُبارک وہ تری منزل دلِ دیوانہ آتی ہے

دمِ آخر یہ کس کا نام آیا ہے میرے لب پر
قضا خود بن کے زلفِ زندگی کا شانہ آتی ہے

تصور میں جب آتا ہے ہلالِ گنبدِ خضریٰ
مُجھے شقّ القمر کی یاد بے تابانہ آتی ہے



حمد کی شان کا مفہوم ترے نام میں ہے
حُسنِ توحید کا اُسلوب ترے کام میں ہے

جو ترے غم کے لیے دُکھ میں ہے آلام میں ہے
میرے نزدیک وہ راحت میں ہے آرام میں ہے

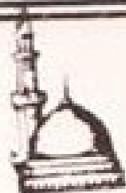
ارضِ طیبہ تری تابانی و نُزہت کی قسم
خُلد کی صُبح کا انداز تری شام میں ہے

پرتوِ زُلف ترا جلوۂ عارض ترا
شب کے انداز میں ہے صُبح کے ہنگام میں ہے

بابِ خیبر کی قسم آج بھی شاہد ہے جہاں
ہیبتِ ضربِ علی سینۂ اصنام میں ہے

ساقیٔ بزم دنیٰ منبعِ میزابِ کرم
موجِ سُم سُم ترے اک دُردِ تہہ جام میں ہے

کہکشاں اَوجِ ثریا سے یہ کہتی ہے بلاؔل
نُور ہی نُور مدینے کے دَر و بام میں ہے



جب جلوہ گر جہاں میں مہِ آمنہ ہُوا
سُورج کو اس کے تلوؤں کا صدقہ عطا ہُوا

کیف الوریٰ ہُوا کہیں خیر الوریٰ ہُوا
تو ہر ادا میں خالقِ کل کی ادا ہُوا

یُوں گود میں حلیمہؓ کی بیٹھا ہے شیر خوار
رکھّا ہو جیسے رحل میں قرآں کُھلا ہُوا

دل کو تڑپ نظر کو تجسّس جگر کو سوز
جو کچُھ ہُوا وہ آپ کے در سے عطا ہُوا

جب آ رہا تھا حسنِ نبوّت شباب پر
جلوہ گہ ازل درِ غارِ حرا ہُوا

میری جبیں کو رفعتِ کونین مل گئی
معراجِ بندگی جو درِ مُصطفےٰ ہُوا

تو ہر ادا میں مصحفِ یزداں کا باب ہے
بدرالدُّجیٰ ہُوا کہیں شمس الضُّحیٰ ہُوا

سرمد بنا کوئی، کوئی منصُور بن گیا
دیکھا جو رُخ سے میم کا پردہ اُٹھا ہُوا

یہ بھی کسی کے کاکلِ پیچاں کا فیض ہے
حاصل خمِ ہلال کو جو ارتقا ہُوا



تری نگاہ کا شہرہ جہاں پناہوں میں
تیرے جلال کی ہیبت ہے کج کلاہوں میں

جو تیرے فقر کے طالب ہیں خانقاہوں میں
چراغ آج بھی روشن ہے اُن کی راہوں میں

جہاں کا حُسن نہ جچے کیا مری نگاہوں میں
وہ نُور دیکھا ہے طیبہ کی جلوہ گاہوں میں

قفس نصیب ہوں یارب اثر دے آہوں میں
بہار طیبہ سمٹ آئے میری باہوں میں

مہ و نجوم کی قسمت پہ رشک آتا ہے
بچھے ہُوئے ہیں ازل سے تمہاری راہوں میں

قدم قدم پہ ہو جنّت روش روش پہ بہار
خُدا کرے مجھے موت آئے تیری راہوں میں

حُضُور، حُسنِ تبسّم کی کچھ زکوٰۃ ملے
ہلالِ نو ہُوں کہیں کھو نہ جاؤں راہوں میں



اسیرِ زُلفِ مُحبت رہینِ دام ترا
نہ کیوں ہو فخر غلامی کہ ہُوں غُلام ترا

زہے کرم لبِ کوثر یہ اہتمام ترا
نہیں رہا کوئی محرومِ تشنہٴ کام ترا

خُدا کرے کہ مرے اِس طرح غُلام ترا
سرِ نیاز ہو قدموں پہ لب پہ نام ترا

کرے گا داورِ محشر یہ احترام ترا
وہ بخشا جائے گا عاصی جو لے گا نام ترا

کوئی الم ہو، مصیبت ہو، رنج ہو، غم ہو
تمام درد کا درماں ہے ایک نام ترا

تمام میکدہٴ دہر ہوگیا سیراب
مِلا بہ فیضِ نگاہِ کرم وہ جام ترا

وہ دیکھ مُجھ کو محمّدؐ نے یاد فرمایا
شبِ فراق ہُوا آج اختتام ترا

جبینِ صُبح دو عالم ہے تجھ سے تابندہ
بھلا ہو کوئے نبیؐ کی حسین شام ترا

ہے فیض صاحب شق القمر کے جلووں کا
ہلال پھیل کے ہو نامۂ تمام ترا

"چراغِ تمنّا"

چراغِ تمنّا کی لو تیز کر لوں
بساطِ شبِ غم کو گُل ریز کرلوں

یہ موتی لٹانے ہیں قدموں میں اُن کے
کٹورے نگاہوں کے لبریز کرلوں



پھر یہ گُم ہے صاحب بدرُالدُّجیٰ کی راہ میں
پھر ہلالِ آسماں ہے ارتقاء کی راہ میں

کربلا والوں سے پُوچھو کربلا کی راہ میں
کیسے کٹتے ہیں جگر پارے خُدا کی راہ میں

دیکھنے والوں نے دیکھا مُصطفیٰ کی راہ میں
خالقِ کونین ہے صلِّ علیٰ کی راہ میں

قمقمے بکھرے پڑے ہیں جابجا انوار کے
صاحبِ والنجم تیری گردِ پا کی راہ میں

اب کوئی مشکل بھی میرے سامنے مُشکل نہیں
آپڑا ہُوں میں درِ مشکل کُشا کی راہ میں

ہو گیا پھر کہکشاں کی طرح وہ روشن ہلال
جو بھی ذرہ آگیا ماہِ دنیٰ کی راہ میں



حشر میں نامۂ اعمال جو کالے ہوں گے
سب کے سب وہ تری رحمت کے حوالے ہوں گے

تیری مدحت کے بہ ایں شان مقالے ہوں گے
ایک اِک لفظ میں قرآں کے حوالے ہوں گے

آہ نکلے گی نہ لب پر کبھی نالے ہوں گے
غم کی تصویر ترے چاہنے والے ہوں گے

دشتِ طیبہ میں اگر پاؤں میں چھالے ہوں گے
سُرخیٔ خارِ مغیلاں کے حوالے ہوں گے

ماہِ طیبہ کا یہ پیغام صبا لائی ہے
اب مرے گھر میں اُجالے ہی اُجالے ہوں گے

عاصیو! آؤ تمہیں لے چلوں اُن ؐ کے دَر پَر
اِک وُہی دَر ہے جہاں غم کے ازالے ہوں گے

ایک دِن اُن کی نظر بدر بنا دے گی ہلالؔ
ایک دن گِرد ترے نور کے ہالے ہوں گے



وہ بھی دن ہوگا کہ رُخ ان کا ادھر بھی ہوگا
اُن کے جلووں سے منوّر مِرا گھر بھی ہوگا

اُن کی رحمت سے دُعاؤں میں اثر بھی ہوگا
کعبہ دیکھوں گا مدینے کا سفر بھی ہوگا

پیکرِ نورِ الٰہی ہو سراپا جس کا
کیسے اُس نور کو کہہ دوں کہ بشر بھی ہوگا

چل وہاں سجدوں کی تقدیر بدل جائے گی
دَر بھی ہوگا وہاں خُود صاحبِ دَر بھی ہوگا

ساقیٔ کوثر و تسنیم کے متوالوں کو
جام کے ساتھ عطا کیفِ نظر بھی ہوگا

وقتِ معراج کی تصدیق کرے گا اِک دن
"ایک پل میں کبھی صدیوں کا سفر بھی ہوگا"

آج ہے تو فلکِ نعت پہ گو مثلِ ہلال
وہ بھی دِن ہوگا کہ تو رشکِ قمر بھی ہوگا



سراپا دیکھ کر اللہ اللہ
ہے آئینہ آئینہ گر اللہ اللہ

نچھے ہیں فرشتوں کے پر اللہ اللہ
نبیِ مکرّم کا گھر اللہ اللہ

یہ شام اللہ اللہ سحر اللہ اللہ
مدینے کے آٹھوں پہر اللہ اللہ

وہ رکھتے ہیں جو اپنے فضل کرم سے
شکستہ دلوں کی خبر اللہ اللہ

اُنہیں کی طلب ہے اُنہیں کا کرم ہے
کہاں میں کہاں اُن کا در اللہ اللہ

کِسی کے کرم نے گلے سے لگایا
کِسی کا کرم اس قدر اللہ اللہ

مرا اُن کے دامانِ رحمت میں چھپ کر
ہوئی زندگی معتبر اللہ اللہ

غبارِ مدینہ کے قربان جاؤں
ہر اک ذرہ رشکِ قمر اللہ اللہ

نہ دیکھا ہو جس نے مکاں لامکاں کا
وہ دیکھے محمد کا گھر اللہ اللہ

مدینے کی گلیوں میں لوگوں نے دیکھا
ہلالِ خمیدہ کمر اللہ اللہ

"گلِ ہاشمی"

نہ میں شاخِ گل کی لہک مانگتا ہوں
نہ میں بلبلوں کی چہک مانگتا ہوں
بسانا ہے مجھ کو لباسِ عقیدت
گلِ ہاشمی کی مہک مانگتا ہوں



جو محوِ وصفِ سیّدِ والا تبار ہو
کونین اُس کی نوکِ قلم پر نثار ہو

ہر سانس پھر خُدا کی قسم پائدار ہو
دَم توڑتا ہو کوئی، کوئی جلوہ بار ہو

تُم وجہِ کُن ہو لوح و قلم کا وقار ہو
تم آبروئے عظمتِ لیل و نہار ہو

مرنے پہ کاش اتنا مجھے اِختیار ہو
آنکھوں میں دم ہو اَور ترا انتظار ہو

کیا کہیئے اُس یتیم کو دُرِّ یتیمؐ کو
بے سایہ ہو کے سایۂِ پروردگار ہو

یکساں ہے سب کے واسطے حُسنِ کرم ترا
منگتا ہو، شہریار ہو یا تاجدار ہو

مل جائے گی سکون کی دولت بھی ایک دن
تو اتنا مضطرب نہ دلِ بے قرار ہو

جب منبعِ کرم ہیں یم بیکراں ہیں آپ
فردِ عمل ہزار مری داغدار ہو

اک جنبشِ نگاہِ محمدؐ کی بات ہے
کشتی ہلالؔ کی ابھی طوفاں سے پار ہو

"کوثر کا جام"

ہے تشنہ لب کوئی نہ کوئی تشنہ کام ہے
ہنگامِ حشر کتنا بڑا اہتمام ہے
اے جنبشِ نگاہِ محمدؐ ترے نثار
ہر اُمتی کے ہاتھ میں کوثر کا جام ہے



کہکشاں کی مانگ سے یہ آئینہ ہے آج بھی
اُن کے نقشِ پا کا روشن سِلسلہ ہے آج بھی

طالب و مطلوب میں یہ رابطہ ہے آج بھی
فاصلہ حسبِ ضرورت فاصلہ ہے آج بھی

اشک پلکوں پہ سجا کر ڈھونڈنے نکلو انہیں
اُن سے ملنے کے لِئے یہ راستہ ہے آج بھی

ضابطے کونین میں بنتے رہے مٹتے رہے
صاحبِ لوح و قلم کا ضابطہ ہے آج بھی

سنگریزوں کی شہادت پر ہی کیا موقوف ہے
اُن کی ہر اک جنبشِ لب معجزہ ہے آج بھی

تیری عظمت کا، تِری ہیبت کا، تیرے نام کا
کج کُلاہانِ جہاں میں تذکرہ ہے آج بھی

یہ مدینے کی فصیلیں یہ حصارِ کائنات
حُسنِ پرکارِ ازل کا دائرہ ہے آج بھی

ہائے پیاسے رہ گئے یہ غنچہ ہائے اہلِ بیت
پانی پانی غم سے نہرِ علقمہ ہے آج بھی

تُم ہلالؔ اس گنبدِ خضریٰ کو دیکھو غور سے
نُور میں ڈوبا ہُوا ہر زاویہ ہے آج بھی



جب وہ جلوہ گہِ نبی آئی
دِل کی آنکھوں میں رَوشنی آئی

اے غمِ مُصطفےٰؐ ترے صدقے
تیرے صدقے میں ہر خُوشی آئی

جب گُلِ ہاشمی کا ذکر چھِڑا
دِل کے زخموں پہ تازگی آئی

ہاتھ جب اُنؐ کے آگے پھیلایا
پھر نہ گھر میں مرے کمی آئی

وقتِ آخر جب اُن کا نام لِیا
موت پھر بن کے زندگی آئی

ماہ طیبہ ہلالؔ کے گھر میں
آپ آئے تو روشنی آئی



جو آیا ترے سائے میں کملی والے
اُسے مل گئے دو جہاں کے اُجالے

بہ ایں شان لکھّے خُدا نے مقالے
مرے کملیؐ والے مرے کملیؐ والے

ندامت کے اشکوں سے دامن سجالے
یہی ہیں غمِ معصیت کے ازالے

ہلال انجمن انجمن ہوں اُجالے
غبارِ مدینہ کو رُخ پر سجالے

جہاں ملک ہیں اور غذا جو کی روٹی
ترے فقر کی شان اے کملی والے

پڑھی کس نے بالیں پہ نعتِ مُحمّدؐ
مریضِ الم لے رہا ہے سنبھالے

کتابِ رُخ مُصطفےٰ اللہ اللہ
نبوّت کی چتون پہ رحمت کے ہالے

اگر دیکھ لوں خواب میں ان کا جلوہ
شبِ غم نہ پھر اتنے پاؤں نکالے

کُجا بزمِ دُنیا کُجا بزمِ طیّبہ
اندھیرے اندھیرے اُجالے اُجالے

تری نذر ہیں نوکِ خارِ مغیلاں
یہ دامن دریدہ، یہ پاؤں کے چھالے

اُنہیں مانگ کر سوچتا ہوں میں اکثر
خُدا اور کیا دے بشر اور کیا لے

تری ضو پہ قربان ہو ماہ کامل
ہلال ان کے جلوؤں سے ایسی جِلا لے



آقا یہ ہلال آپ کا منگتا ہے گدا ہے
ہاتھوں میں لیے کاسۂ اُمید کھڑا ہے

پروازِ تخیل ہے کہ دل جھوم رہا ہے
چٹکی میں قلم لب پہ محمدؐ کی ثنا ہے

مشاطۂ قدرت کو شرف جس سے ملا ہے
وہ کاکلِ پیچانِ محمدؐ کی ادا ہے

چہروں پہ جسے خلد کی حوروں نے ملا ہے
وہ گردِ رہِ سید لولاک لما ہے

جب اشکِ ندامت میری آنکھوں سے گرا ہے
رحمت کی قسم دامنِ رحمت میں سجا ہے

چھائی ہوئی گردوں پہ جو رحمت کی گھٹا ہے
سایہ تیری کملی کا کہیں دیکھ لیا ہے

رضواں تیری جنّت کی فضا حق ہے بجا ہے
لیکن چمنِ طیبہ کا انداز جُدا ہے

بیماریٔ عصیاں کی فقط ایک دوا ہے
ہر زخم خطا پر تیرا پیوند قبا ہے

تُو شمعِ تمنّا کی بڑھا دیجئے آقاؐ
پروانۂ حسرت ہے کہ دم توڑ رہا ہے

دیکھا ہے ہلالِ فلکِ پیر کو ہم نے
عکس سُم رہوار محمدؐ کی ادا ہے



بالیں پہ آکے آپ نے جلوہ دکھا دیا
گویا مری قضا کو مسیحا بنا دیا

مجھ کو مری طلب سے کہیں ماورا دیا
کیا کم ہے یہ خوشی کہ غمِ مصطفےٰ دیا

بلوایا جب مدینے تو محسوس یوں ہوا
زخموں پہ جیسے آپ نے مرہم لگا دیا

ہم عاصیوں کو حشر میں بے سایہ دیکھ کر
تم کو خدا نے سایۂ رحمت بنا دیا

بیڑا بھنور سے دامنِ ساحل پہ آ گیا
اللہ کے رسولؐ کا جب واسطہ دیا

مجھ پر مرے کریم نے کتنا کرم کیا
دل آشنائے دردِ شہِ دوسرا دیا

اللہ رے یہ شانِ نبوّت کے معجزے
مٹھی میں سنگریزوں کو کلمہ پڑھا دیا

تیرہ شبی تمام اجالوں میں ڈھل گئی
یہ کون غم کدے میں مرے مسکرا دیا

مُجرم ہُوں مُجھ کو ولیوں نے نبیوں نے حشر میں
اے رحمتِ تمام تمہارا پتہ دیا

حُسنِ کرم نے کر دیا ذرے کو آفتاب
موجِ کرم نے قطرے کو دریا بنا دیا

یہ بھی عطا ہے ماہِ دنیٰ کی ھلالِ نو
خم کو کمالِ حُسن دیا ارتقا دیا



بصدِ نیاز بہ عجزِ کمال کہہ دینا
صبا نبی سے سلامِ ہلال کہہ دینا

اسیرِ دردِ محبت کا حال کہہ دینا
کرم ہو مجھ پہ بہ حقِ بلالؓ کہہ دینا

شبِ فراق کے رنج و ملال کہہ دینا
رسولِ پاکؐ سے سب میرا حال کہہ دینا

حضورؐ! حشر میں رکھنا خیال کہہ دینا
ہے معصیت میں مرا بال بال کہہ دینا

قضا بھی میری نہ مجھ پر کٹھن ہو اے آقاؐ!
بوقتِ نزع دکھانا جمال کہہ دینا

حضورؐ داورِ محشر تمہیں بچاؤ گے
رُکے گا تم سے خدا کا جلال کہہ دینا

نفس نفس میں ہے اِک اضطراب کا عالم
نظر نظر کو ہے شوقِ جمال کہہ دینا

دیارِ طیبہ سے وابستگی ہے جن کو حضورؐ
وہ آرزوئیں نہ ہوں پائمال کہہ دینا

بغیر اذنِ زیارت بغیر طوفِ حرم
گذر نہ جائے کہیں یہ بھی سال کہہ دینا

تمہارے روضۂ اقدس کی حاضری کے لئے
تڑپ رہا ہے تمہارا ہلالؔ کہہ دینا



سائل ہوں بلالؓ اُن سے اُنہیں مانگ رہا ہوں
ہاتھوں میں لیے کاسۂ اُمید کھڑا ہوں

مُجرم ہوں گنہگار ہوں سرتاپا خطا ہوں
کُچھ بھی ہوں ترے دامنِ رحمت میں چھپا ہوں

کیا غم جو اسیرِ غمِ حالات رہا ہوں
وابستۂ دربارِ شہِ عُقدہ کُشا ہوں

محتاجِ سلاطیں نہ رہینِ اُمرا ہوں
تیرا سگِ در ہوں ترے ٹکڑوں سے پلا ہوں

گر دِرہ بطحیٰ میں بہ ایں شان چھپا ہوں
مدفن کی ضرورت ہے نہ محتاجِ رِدا ہوں

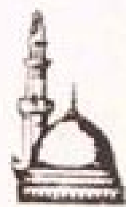
مانا کہ بُرا ہوں میں بُروں سے بھی بُرا ہوں
لیکن تری رحمت کے احاطے میں کھڑا ہوں

نعتِ شہ کونین مری زیست کا حاصل
نعتِ شہ کونین میں پروان چڑھا ہُوں

محسوس ہُوا سر ہے مرا عرشِ بریں پر
جب نقشِ کفِ پائے محمدؐ پہ جُھکا ہُوں

لب ہلنے نہ پائے تھے کہ پُر ہو گیا دامن
کیا شان ہے تیری ترا ممنونِ عطا ہُوں

کشکول بکف مثلِ ھلال آیا ہُوں دَر پہ
ابرِ دئے محمّد کی ادا مانگ رہا ہُوں



رُخ کر لیا اللہ کی رحمت نے اُدھر کا
محشر میں کیا عزم محمدؐ نے جدھر کا

ٹُوٹا ہے ہلال عکس مدینے کے قمر کا
اب نُور میں ڈھلنے لگا نقشہ میرے گھر کا

پھیلائے کہاں ہاتھ وہ منگتا ترے دَر کا
محتاج ہے آقا جو تری ایک نظر کا

لکھنا ہے سراپا مجھے معراجِ بشر کا
خامہ ہے میری چٹکی میں جبریلؑ کے پر کا

کانٹا سا نکلتا ہے میرے زخمِ جگر کا
تم ذکر کئے جاؤ مدینے کے سفر کا

انداز بتاتا ہے فرشتوں کی نظر کا
جنت میں بھی ہے ذکر مدینے کی سحر کا

دامانِ تمنا پہ شبِ غم ترے غم میں
اب جم گیا رِس رِس کے لہُو دیدۂ تر کا

ہے مہبطِ انوار الٰہی کی تجلّی
جبریلؑ سے یہ بھید کھُلا ہے ترے گھر کا

یہ بزمِ قمر، بزمِ ہلال اور ستارے
اِک ایک میں ہے عکس تری گردِ سفر کا



اے شفیعِ اُمم اے انیسِ اُمم تجھ کو زہرؓہ کے تارِ ردا کی قسم
اِک نگاہِ کرم اِک نگاہِ کرم کھل نہ جائے مری معصیت کا بھرم

سدرۃُ المنتہا ہے تری رہ گذر لوحِ محفوظ ہے تیری چوکھٹ پہ خم
ماہ و انجم ہیں سب تیری گردِ سفر کہکشاں کی ضیا ہے ترا نقشِ قدم

اے خدائے جہاں مالکِ بیش و کم، مالکِ رفعتِ شانِ لوح و قلم
جشنِ میلادِ پاک نبیؐ کی قسم، میرے سینے میں بھر دے محمدؐ کا غم

صاحبِ ہل اتیٰ خواجۂ دوسرا، معنیٔ والضحیٰ آیۂ ماطغیٰ
تیرے جلووں سے پہلے چراغِ دنیٰ روشنی کو ترستا تھا طاقِ حرم

ناخدائے دو عالم خدا کے لئے کشتیٔ معصیت کو بچا لیجئے
بحرِ ظلمات سے پار کر دیجئے ہو نہ جائے کہیں یہ غریقِ الم

در پہ آیا ہے آقا سراپا خطا، اپنے دامانِ رحمت میں لیجئے چھپا
دل ندامت کے احساس سے مضطرب آنکھ فرطِ غمِ معصیت سے ہے نم

غم نہیں اس کو تاریکیٔ قبر کا ہے ہلالؔ آج کاسہ بکف آپ کا
غم کدے میں مرے اے مہِ آمنہ بس چمکتا رہے تیرا داغِ الم



دمِ تزئینِ آب و گل نہ جانے کیا خیال آیا
خُدا نے پاس اپنے رکھ لیا محبُوب کا سایا

مجُھے جب مدحتِ شانِ رسالت کا خیال آیا
فرشتوں نے فلک سے نُور میرے گھر میں برسایا

مرے ذوقِ نظر پہ آپ نے جب لُطف فرمایا
مجُھے کونین کی ہر چیز میں طیبہ نظر آیا

سیاہی رات کی پھر ڈھل گئی صُبحِ درخشاں میں
شبِ غم صاحبِ واللیل کا جب لب پہ نام آیا

میرے پیشِ نظر تھا نقشِ پائے مصطفےٰ ورنہ
ہجومِ رنگ و بُو نے ہر قدم پر مجُھ کو بہکایا

طنابیں مل گئیں کونین کی بیت المقدس سے
خُدا نے جب محمدؐ کو شبِ معراج بُلوایا

رکھا ہے کاسۂ دِل میں بہت حُسنِ عقیدت سے
ہلالِ جعفری نے آپؐ کی مدحت کا سرمایا



اُنہیںؔ ہلالؔ کی رودادِ غم سُنائی ہے
صبا مدینے سے پیغام لے کے آئی ہے

وفورِ غم سے میری جان پر بن آئی ہے
مکینِ گنبدِ خضریٰ تیری دُہائی ہے

یہ بات حضرتِ جبریلؑ نے بتائی ہے
شہنشہی درِ محبوب کی گدائی ہے

اُدھر یہ شان کہ قبضے میں کُل خدائی ہے
اِدھر یہ عجز کہ مصرف میں اِک چٹائی ہے

حریمِ عرش نے چوُما ہے نقشِ پا کو تیرے
قسم خُدا نے تیری سرزمیں کی کھائی ہے

سجا لیا ہے ستاروں کو نوکِ مژگاں پر
شبِ الم جو کبھی یاد تیری آئی ہے

تُو شرحِ لوح و قلم ہے تُو حسنِ نورِ ازل
تیریؔ اداؤں میں اندازِ کبریائی ہے

سوائے تیرےؔ کرم کے کوئی عِلاج نہیں
"ہلالؔ نے وہ کلیجے پہ چوٹ کھائی ہے



یہ کس کی طلب ہے یہ کس کی لگن ہے یہ رہ رہ کے کس کا پیام آرہا ہے
جبینِ تمنا جھکی جا رہی ہے یہ کون آج مستِ خرام آرہا ہے

مقام ادب ہے، مقامِ ادب ہے، نگاہوں کو اب فرشِ جادہ بنا لو
پڑھو تم صلوٰۃ و سلام اہلِ محفل کہ لب پہ محمدؐ کا نام آرہا ہے

قدم بھٹکے بھٹکے نظر بہکی بہکی، ذرا زحمتِ یک نظر میرے ساقی
خدارا کوئی جام میری طرف بھی کہ در پہ تیرے تشنہ کام آرہا ہے

ستاروں میں ہے نور جلووں کا جس کے، ضیا جس سے پائی ہے شمس و قمر نے
منور ہیں کون و مکاں جس کی ضو سے، وہی آج ماہِ تمام آرہا ہے

وہ روضے کی جالی وہ روضے کا گنبد، مدینے کے راہی فدائے محمدؐ
تو چشمِ عقیدت کو درسِ ادب دے، کہ نزدیک اب وہ مقام آرہا ہے

فرشتے سلامی کو حاضر ہیں در پر، غلامی کو غلمان آئے ہیں بڑھ کر
خدا کا شناسا خدائی کا بھیدی محمد علیہ السلام آرہا ہے

یہ ذکرِ محمدؐ کا ہے فیض ورنہ ہلالؔ زیں کی حقیقت ہی کیا ہے
کہ یہ بے ادب معصیت کا سراپا جو نعتِ محمدؐ کے کام آرہا ہے



بادشاہوں سے شہنشاہوں سے برتر ہوگیا
یارسُول اللہ جو تیرا سگِ در ہوگیا

خاتمہ جس کا درِ عُقدہ کُشا پر ہوگیا
بے نیازِ مشکلاتِ روزِ محشر ہوگیا

صاحبِ کشور بنا رشکِ سکندر ہوگیا
جو گدا آیا ترے دَر پر تونگر ہوگیا

گلشنِ کونین پھر اُس کا مُقدّر ہوگیا
جو اسیرِ حلقۂ زلفِ پیمبرؐ ہوگیا

شاید اُن کا لُطف تُجھ پر دیدۂ تر ہوگیا
ایک اشکِ غم علاجِ قلبِ مضطر ہوگیا

جب کوئی اشکِ ندامت میری آنکھوں سے گرا
موجۂ رحمت میں مِل کر اِک سمندر ہوگیا

دیکھ کر اک اشہبِ اسریٰ کی پروازِ کمال
طائرِ سدرہ سرِ سدرہ پہ بے پر ہوگیا

اُس جبیں پر چاند تارے کہکشاں کردوں نثار
جس جبیں کو تیرا نقشِ پا مقدّر ہوگیا

مرحبا یہ معجزہ شانِ نبوت مرحبا
تیرا کلمہ سنگریزوں کو بھی ازبر ہوگیا

کارواں در کارواں گردِ سفر سر پر لیے
اِک غریبِ شہر حاضر تیرے در پہ ہوگیا

اے ہلالِ نو مُبارک ہو ترے خم کے لیے
توسنِ ماہِ دنیٰ کا سُم مقدّر ہوگیا



تو دستِ لم یزال کا ایسا کمال ہے
تیرا جواب ہے نہ جہاں میں مثال ہے

یوں محوِ اضطراب دلِ پُر ملال ہے
یہ حاضریٔ روضۂ اقدس کا سال ہے

اُن کے خرام ناز سے جو پائمال ہے
وہ جانِ گلستاں ہے گُلِ نونہال ہے

میں وہ فقیر! فقر ہی جس کا مآل ہے
تُو وہ کریم جس کا کرم لازوال ہے

معلوم ہے سب آپ کو جو میرا حال ہے
آقا! میں کیا کہوں میری صورت سوال ہے

لذّت نہ پوچھ داغِ فراقِ رسولؐ کی
ہر زخم بے نیازِ غمِ اندمال ہے

محتاج ہے جو چشمِ عنایت کا آپ کی

اِک ایسا میرے آئینۂ دل میں بال ہے

تُم رحمتِ تمام ہو کملی میں ڈھانپ لو

مُجرم ہُوں معصیت میں میرا بال بال ہے

تُم دیکھ لو تو غم کی کدورت سے پاک ہو

آئینۂ حیات میں اِک ایسا بال ہے

یارب بہ فیض ابروئے سرکارؐ ہو کرم

بارِ الم سے پُشت خمیدہ ہلال ہے



وصف کس مُنہ سے کروں بارِ الٰہا تیرا
توبھی یکتا ہے محمدؐ بھی ہے یکتا تیرا

طالبِ دید تیرا ہجر کا مارا تیرا
کاش! دیکھے کبھی آنکھوں سے مدینہ تیرا

لذّتِ ہجرِ محمدؐ میں تڑپنا تیرا
قلبِ مضطر ہے یہی حُسنِ مداوا تیرا

لیلیٰ شب کو چراغوں کی ضرورت نہ رہی
اس نے دیکھا ہے کہیں چاند سا تلوا تیرا

ہیں یہی محرمِ اُسلوبِ مُحبّت دونوں
اک مؤذن تیرا اِک حاملِ خرقہ تیرا

ہجرِ محبوُب کا غم پیشِ نظر تھا شاید
عرش پہ رکھ لیا اللہ نے سایا تیرا

کوہ فاراں کی تجلّی کی جھلک تھی مُوسیٰ
طورِ سینا تیرا حُسنِ یدِ بیضا تیرا

ایک دن دامنِ رحمت میں جگہ پائے گا
اشکِ غم یُوں میری پلکوں پہ مچلنا تیرا

حُسنِ فطرت تُجھے کندن سا بنا دے گا ہلالؔ
شمع کی طرح شبِ ہجر میں گھُلنا تیرا



ہزار لغزشِ پا نے کیا ملول مجھے
سنبھالتا رہا اللہ کا رسولؐ مجھے

نہیں وہ انجمن آرائیاں قبول مجھے
جہاں نہ ملتا ہو ذکرِ غمِ رسولؐ مجھے

پس فنا مری میت ہو بے نیاز کفن
چھپالے کاش درِ مصطفےٰ کی دھول مجھے

تمام دھر کا بارِ الم خدا شاہد
ہے تیرے غم کی خوشی کے لیے قبول مجھے

مرے چمن کی بہاروں کے خود امین ہیں وہ
پتہ یہ دیتا ہے طیبہ کا پھول پھول مجھے

رہا اسیرِ الم ہائے روزگار مگر
ترے کرم نے نہ ہونے دیا ملول مجھے

وہ شاخِ طوبیٰ کے سائے میں ہے سکون کہاں
سکوں جو دے گا ترے دشت کا ببول مجھے

پھر آفتابِ قیامت سے عافیت مل جائے
پناہ دے دے اگر چادرِ بتولؓ مجھے

بساؤں عفو کی خوشبو سے معصیت کا لباس
ملے کہیں چمنِ ہاشمی کا پھول مجھے

بھرم تجھی سے رہے گا مرے تیقن کا
ہٹا نہ دے ترے رستے سے میری بھول مجھے

بلالؓ ہوں سُمِ رہوارِ مصطفےٰ کی قسم
ملا یہ حسنِ خمِ ابروئے رسولؐ مجھے



گلشن کا افتخار میں کلیاں لیے ہوئے
وہ آگئے نوید بہاراں لیے ہوئے

اُن کا خیال خلد کا ساماں لیے ہوئے
اُن کا جمال صبحِ درخشاں لیے ہوئے

اُس پیکرِ لطیف کی میں کیا مثال دوں
بے سایہ اور سایۂ یزداں لیے ہوئے

دُرِّ یتیم ہے یہ حلیمہ رضہ کی گود میں
یا رحل میں یہ بیٹھی ہے قرآں لیے ہوئے

یارب عطا ہو جلوۂ مژگانِ مصطفےٰ
پھرتا ہوں میں بھی چاکِ گریباں لیے ہوئے

سجدے تڑپ رہے ہیں جبینِ نیاز میں
سنگِ درِ رسول کا ارماں لیے ہوئے

پلکوں پہ کہکشاں کو سجایا شبِ الم
ہر اشکِ غم ہے بزمِ چراغاں لیے ہوئے

اللہ رے ہلاّلِ گُلِ ہاشمی کی یاد
ہر زخم دل ہے ایک گلستاں لیے ہوئے



مرے غم کا مداوا خالقِ تقدیر ہو جائے
کرم مجھ پر بہ حقِ زینبِ دلگیر ہو جائے

مکمل پھر حدیثِ درد کی تفسیر ہو جائے
"بیاضِ دل پہ نامِ مصطفےٰ تحریر ہو جائے"

جسے آزاد ہونا ہو شبِ غم کے تسلسل سے
اسیرِ حلقہ ہائے گیسوئے شبّیر ہو جائے

ذرا بھی مسکرا کر دیکھ لو تم میری دنیا کو
بساطِ غم اُلٹ جائے خوشی تقدیر ہو جائے

وہ بالیں پر کھڑے ہیں اے اجل موقع غنیمت ہے
خدارا جلد آ ایسا نہ ہو تاخیر ہو جائے

یوں ہی پھرتا پھراتا کاش اُن کے در پہ جا نکلوں
کرم اتنا کبھی اے گردشِ تقدیر ہو جائے

چلو اہلِ محبت داغ لے کر ایسا دنیا سے
کہ ہر گوشہ لحد کا جس سے پُر تنویر ہو جائے

کسی شب عالمِ رویا میں آقا کاش ایسا ہو
تمہارا آنا میرے خواب کی تعبیر ہو جائے

مرے غم سے شناسا ہوں فلک والے زمیں والے
ہلالِ عید پر چسپاں مری تصویر ہو جائے



ہر ایک بندِ سلاسل سے ماورا ہُوں مَیں
اسیرِ حلقۂ گیسوئے مُصطفٰؐ ہُوں مَیں

کِسی کے غم کی حقیقت کا آئنہ ہُوں میں
کِسی کے دَرد کی تصویر بن گیا ہُوں میں

تلاشِ خارِ مغیلاں میں کھو گیا ہُوں میں
عِلاج دِل کے پھپھولوں کا ڈھونڈتا ہُوں میں

تجلّیات کے سانچے میں ڈھل رہا ہُوں میں
نبیؐ کی جلوہ گہِ ناز میں کھڑا ہُوں میں

تخیلات میں اُلٹی کسی نے رُخ سے نقاب
تصوّرات میں قرآن پڑھ رہا ہُوں میں

مکینِ گنبدِ خضریٰ تری دُہائی ہے
غموں سے نقش بدیوار ہو گیا ہُوں میں

ہلالؔ صاحبِ شقّ القمر کے جلووں سے
مثالِ ناخن پائے مہرِ دنیٰ ہُوں میں



عافیت مانگو نہ دریا کا کنارا مانگو
نگہِ لُطفِ محمدؐ کا اشارا مانگو

درد مانگو نہ شبِ ہجر کا یارا مانگو
نوکِ مژگاں پہ چمکتا ہُوا تارا مانگو

ماسوا اِس کے نہ کچھ اور خُدارا مانگو
اپنے اللہ سے اللہ کا پیارا مانگو

لیلیٔ شب کو ضیا بار بنانے کے لیے
صاحبِ نجم کے تلوؤں کا اُتارا مانگو

فردِ عصیاں کے لیے فردِ ندامت کے لیے
اُنؐ کے اِکرام کا بہتا ہُوا دھارا مانگو

بحرِ عصیاں کے تھپیڑوں سے نِکل جاؤ گے
ڈوبنے والو محمّدؐ کا سہارا مانگو

تیرہ بختی ابھی انوار میں ڈھل جائے ہلاؔل
گنبدِ سبز کے جلوؤں کا نظارا مانگو



بصد نیاز صبا کہنا کملی والے سے
نہیں سنبھلتا ہے پہلو میں دِل سنبھلے سے

ہے چار یاروں کا یوں لمس کملی والے سے
کہ جیسے چاند کے ہوتے ہیں گرد ہالے سے

پھر اُٹھ رہے ہیں حریم جمال کے پردے
روش روش پہ بکھرنے لگے اُجالے سے

یہ کس نے نعتِ محمدؐ پڑھی ہے بالیں پر
کہ لے رہا ہے مریضِ الم سنبھالے سے

تِرے جمال کی رعنائیاں سی ملتی ہیں
کلی سے، غنچہ سے، شبنم سے، گُل سے، لالے سے

ورق ورق پہ مشیّت نے اپنے قرآں میں
رقم کیے ہیں تِریؐ شان میں مقالے سے

یہ فیضِ تابشِ دندانِ مصطفٰےؐ دیکھو
نِکھر رہی ہے شبِ غم میری اُجالے سے

مِرا پیام مدینے پہنچ گیا شاید
غمِ حیات کے ہونے لگے ازالے سے

نہ عندلیبِ چمن اِتنا رو کلی کے لیے
مزاجِ گُل نہ مکدر ہو تیرے نالے سے
اسیرِ غم کی کھُلیں بیڑیاں ہُوا آزاد
گرہ کُشائے دوعالم ترے حوالے سے

میں ڈوب ڈوب کے تاریکیوں سے نکلا ہُوں
ہلالِ آیۂ والنجم کے حوالے سے

"توثیق"

یزداں کے خیالات کی توثیق ہُوئی ہے
آئینے سے آئینے کی تصدیق ہُوئی ہے
صدیوں رہا قندیل تقدّس میں امانت
پھر نُور سے اِک نور کی تخلیق ہُوئی ہے



ک گُل ہے کہ جس میں نہیں کانٹے کا گماں تک
اِک نُور کی ہے شمع نہیں جس میں دُھواں تک

ہے تیری تجلی حرم ربِ جہاں تک
جلوہ ترا محدود نہیں کاہکشاں تک

س نور کے سائے میں ہیں کون و مکاں تک
جس نُور پہ ہوتا نہیں سائے کا گماں تک

ہونے لگی انوار کی بارش سرِ محفل
آیا تھا ترا نام ابھی نوکِ زباں تک

نویرِ ازل، حُسنِ اتم، نیّرِ اعظم
تابانیاں پھیلی ہیں تری کون و مکاں تک

اے رحمتِ عالم مجھے طیبہ میں بُلا لے
یُوں ٹھوکریں کھاتا پھروں دنیا کی کہاں تک

یہ خاکِ مدینہ ہے ستاروں کا مُقدر
اِن ذرّوں کو پہنچا دے کوئی کاہکشاں تک

تھم جائیں ہلالؔ اب نہ کہیں اشکِ ندامت
شامل ہے کرم اُن کا ترے سیلِ رواں تک



فلک سے بھی کہیں اُونچا مقام فرشیاں ہوگا
خطیبِ مسجدِ اقصےٰ امامِ عرشیاں ہوگا

میرا ایمان ہے رضواں ہراک جلوہ وہاں ہوگا
مگر طیبہ کا منظر تیری جنت میں کہاں ہوگا

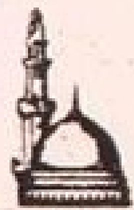
مُبارک ہوگا وہ سجدہ، وہ سجدہ کامراں ہوگا
دمِ سجدہ تصور میں جو تیرا آستاں ہوگا

ترییؐ اک جنبشِ لب پر مرے اُمّی لقب آقاؐ
یہ عالم ہم زباں ہوگا وہ عالم ہم زباں ہوگا

یہ اِک پہچان ہوگی رحمتِ عالم کی محشر میں
کہ کملی سائباں ہوگی ہجُوم عاصیاں ہوگا

خدُا رکھے تمہارے دامنِ رحمت کی وسعت کو
یہی دامن قیامت میں پناہِ عاصیاں ہوگا

تصدق ابروئے سرکار پر محراب کعبہ ہے
تو صدقے ناخنِ پا پر ہلالِ آسماں ہوگا



تیرا کرم خُدا کے کرم کی دلیل ہے
تیری عطا عطائے خدائے جلیل ہے

اُس جا نزُولِ رحمتِ ربِّ جلیل ہے
جس جا حضور آپؐ کا ذکرِ جمیل ہے

اللہ رے یہ منزلِ اسریٰ کی رفعتیں
اِک اِک قدم پہ صدقے پرِ جبریلؑ ہے

اے جلوۂ خدا کے امیں میں ترے نثار
قرآں تمام جُنبشِ لب کی دلیل ہے

تیرے گناہگاروں کو محشر کا غم نہیں
جب تو کفیل ہے تو خُدا بھی کفیل ہے

آقاؐ! تمہارا نقشِ کفِ پا جہان میں
ہر منزلِ مُراد کا اِک سنگِ میل ہے

وہ بے نیازِ پُرسشِ اعمال ہو گیا
یومِ حساب جس کا مُحمّدؐ وکیل ہے

سایہ ہلال پر خمِ ابرو کا ڈال دو
آقاؐ! ہلال بھی اُسی خم کا قتیل ہے



بساطِ بزمِ عالم مطلعِ انوار ہو جائے
جو بے پردہ سرِ فاراں جمالِ یار ہو جائے

محمدؐ کو پکارے جب کوئی بحرِ حوادث میں
بھنور چکرا کے رہ جاتے ہوا پتوار ہو جائے

وہ اِک لوحِ جبیں معراج ہے حُسنِ عبادت کی
جو وقفِ آستانِ سیدِ ابرار ہو جائے

حضورِ سرورِ طیبہ پہنچ کر کاش ایسا ہو
یہ بیمارِ مدینہ اور بھی بیمار ہو جائے

یہ حُسنِ اہتمام اللہُ اکبر بزمِ اسریٰ کا
کہ ساکت احتراماً وقت کی رفتار ہو جائے

اُسے خدشہ نہیں خُورشیدِ محشر کی تمازت کا
میسر جس کو تیرا سایۂ دیوار ہو جاتے

ہلالِ نَو کروں قُربان اُس کی چشم و ابرو پر
جسے غارِ حرا کے چاند کا دیدار ہو جائے



تھی بقا جن کے لیۓ آبِ بقا سے پہلے
ہائے دُنیا سے سدھارے وُہی پیاسے پہلے

آج بھی ہے وُہی تسلیم و رضا سے پہلے
رسم جو ڈال گئے تیرے نواسے پہلے

ایسا لگتا ہے کہ تخلیق حنا سے پہلے
کوئی آیا نہ اِدھر آبلہ پا سے پہلے

رونق کعبہ ہو سو جان سے قرباں جس پر
ایسا سجدہ نہ کیا سُرخ قبا سے پہلے

حُسن تھا تکملۂ حُسن کا اظہار نہ تھا
جلوۂ سیّد لولاک لما سے پہلے

دردِ عشقِ غمِ احمدؐ ہے دو عالم پہ محیط
اتنی وسعت تھی کہاں غم کی عطا سے پہلے

لفظ کُن ایک بہانہ تھا خُدا شاہد ہے
ورنہ سب کُچھ تھا تری ذات میں لا سے پہلے

ماہِ کامل میں ضیا تھی نہ ہلالِ نو میں
تیرگی تھی تری گردِ کفِ پا سے پہلے



وہ اپنے لیے دُرِّ ثمیں رول رہے ہیں
جو اپنی خوشی میں ترا غم گھول رہے ہیں

مُنہ چُومتی ہیں ندرتیں اُن اہلِ قلم کا
توصیفِ محمدؐ میں جو لب کھول رہے ہیں

آقا! مری امداد کو آؤ کہ فرشتے
میزانِ قیامت میں عمل تول رہے ہیں

تقدیر ترا نقشِ کفِ پا ہُوا جن کو
سجدے وہی کونین میں انمول رہے ہیں

یہ فیضِ نظر کس کا ہے محشر میں فرشتے
میرے لیے فردوس کے در کھول رہے ہیں

دیکھا ہے ترے کوچے میں کونین کے آقاؐ
ہاتھوں میں امیروں کے بھی کشکول رہے ہیں

نورِ آ بھی گیا نورِ سے مل کر شبِ اسریٰ
جبریلؑ ابھی اُڑنے کو پَر تول رہے ہیں

کس ہاشمی شہزادہ کی آمد ہے چمن میں
گُل صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ بول رہے ہیں

پلکوں پہ مری اشک، ترے ہجر میں آقاؐ!
موتی سے شبِ تارِ الم رول رہے ہیں

بیٹھا ہے ہلالؔ آج سرِ گلشنِ مدحت
مصرع تری توصیف کے گُل تول رہے ہیں



غمِ رسولؐ میں پھر اشک بار ہونے دو
کہ رحمتوں سے مجھے ہم کنار ہونے دو

ثنائے احمدؐ عالی وقار ہونے دو
نُزُولِ رحمتِ پروردگار ہونے دو

نسیمِ باغِ مدینہ کو راستہ دے کر
علاجِ دردِ دلِ داغدار ہونے دو

سہارا لینے دو اُس ناخُدائے عالم کا
یم الم کے تھپیڑوں سے پار ہونے دو

مجھے نہ روکو زمیں والو آسماں والو
محمدؐ عربی پر نثار ہونے دو

نظر نظر کو بنانا ہے محوِ نظّارہ
کسی کے کوچے کا گرد و غبار ہونے دو

جھکانے دو مجھے دہلیزِ مصطفےٰؐ پہ جبیں
کہ ذوقِ سجدہ مِرا آشکار ہونے دو

بنا کے حسنِ محمدؐ کا دل کو نذرانہ
چراغِ طیبہ کی لَو پر نثار ہونے دو

ہلالؔ لے کے سہارا اُنہیں کے جلوؤں کا
رَوِش روِش پہ اُجالے نِثار ہونے دو



اتنا مایوس نہ ہو اے دلِ ناکام ابھی
ہیں دو عالم میں محمدؐ کے کرم عام ابھی

درد کے ماروں کو آجائے گا آرام ابھی
آنے والا ہے مرے لب پہ ترا نام ابھی

میری دُنیا میں کہاں تیرگی شام ابھی
ہیں تصور میں مدینے کے در و بام ابھی

یُوں تسلی سی سرِ حشر کوئی دیتا ہے
ہونے والے ہیں گنہگاروں پہ اکرام ابھی

لاکھ طوفانِ حوادث سہی منجدھار سہی
بے سہاروں کا سہارا ہے ترا نام ابھی

میں کہاں اور تری نعت کا اسلوب کہاں
غائبانہ ہیں یہ مجھ پہ ترے اکرام ابھی

ارض طیبہ کے تقدس کا تقاضہ ہے ہلالؔ
سجدۂ شکر ادا کرنا ہے ہر گام ابھی



یہ لالہ زار سدا بے خزاں نظر آیا
مدینہ غیرتِ باغِ جناں نظر آیا

وُہ نُور دیدہ و دل میں نہاں نظر آیا
مکاں، مکانِ حرم لامکاں نظر آیا

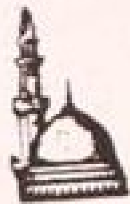
ترا جہان خُدا کا جہان نظر آیا
ترا مکان خُدا کا مکاں نظر آیا

کہو پناہِ غریباں کو ڈھونڈنے والو!
کہیں وہ چارۂ بے چارگاں نظر آیا؟

ترے وجُود سے تکمیلِ کائنات ہُوئی
ترے نشاں سے خُدا کا نشاں نظر آیا

اُسی کو حاصلِ کعبہ سمجھ لیا میں نے
کہ ترا نقشِ کفِ پا جہاں نظر آیا

یہی ہلاؔل ترے آستاں پہ حاضر ہے
یہی ہلال سرِ آسماں نظر آیا



سکونِ زیست ہے دل کا قرار ہے ساقی
غمِ رسولؐ بہت پائدار ہے ساقی

نفس نفس کرم بے شمار ہے ساقی
یہ خاص رحمتِ پروردگار ہے ساقی

ترا کرم ، کرم کردگار ہے ساقی
کہ تُو شکستہ دِلوں کی پُکار ہے ساقی

جو آنکھ غم میں ترے اشکبار ہے ساقی
وہ رحمتوں سے بہت ہمکنار ہے ساقی

فروغِ حُسنِ ازل جلوہ بار ہے ساقی
نزولِ رحمتِ پروردگار ہے ساقی

اِدھر بھی بارشِ انوار کا کوئی چھینٹا
کہ فردِ جُرم بہت داغدار ہے ساقی

بہشت بھی ہے بہاروں کا گلستاں لیکن
کچھ اَور تیرے چمن کی بہار ہے ساقی

مہ ونجوم کی سج دھج تمام نُور و ظہور
یہ تیرے کوچہ کا گرد و غبار ہے ساقی

ترا جمال کتاب خدا کا آئینہ
تو شرحِ آیۂ پروردگار ہے ساقی

جسے مِلا ترے قدموں کی دُھول کا صدقہ
مری نظر میں وہی تاجدار ہے ساقی

قبائے دھرنے پائی ہیں وسعتیں جس سے
وہ تار اِک تیری کملی کا تار ہے ساقی

حضُورِ داورِ محشر ہر ایک کے لب پہ
ترا ہی ذکر ہے تیری پُکار ہے ساقی

بلالؓ میں جو تڑپ تھی ہلال کو بھی مِلے
کہ یہ اُسی کے لئے بے قرار ہے ساقی

میری ہستی کا ہر ذرّہ چراغ طور ہو جائے
ترے جلووں سے دامانِ نظر معمور ہو جائے

میرا ایمان ہے پھر عکسِ باطل دُور ہو جائے
جو ذکرِ مُصطفےٰ سے شیشۂ دِل چُور ہو جائے

مُبارک اُس کا مرنا ہے مُبارک اس کا جینا ہے
جو دیوانہ سگِ کوئے نبیؐ مشہور ہو جائے

جو فرما دیں لبِ معجز نما سے سرورِ عالم
وہی آئین بن جائے وہی دستور ہو جائے

ستاروں کی چمک اُس کے مقدر کو کہاں پائے
مٹے اور مٹ کے جو اُس خاک میں مستور ہو جائے

ہلاؔل اب جھولیاں بھر لے جمالِ ماہِ طیبہ سے
ہر اک گوشہ ترے گھر کا متاعِ نُور ہو جائے



پُوچھے نہ کوئی مجھ سے کہ کیا ڈھونڈ رہا ہُوں
محبُوب کی منزل کا پتہ ڈھونڈ رہا ہُوں

آنکھوں میں لِئے اشکِ ندامت کا سمندر
قطرہ ہُوں مگر موجِ سخا ڈھونڈ رہا ہُوں

لے لے کے تِرے دامنِ رحمت کا سہارا
دردِ غمِ عصیاں کی دوا ڈھونڈ رہا ہُوں

تسکین کا باعِث نہیں رضواں یہ بہاریں
جنّت میں بھی طیبہ کی فضا ڈھونڈ رہا ہُوں

مُزّمل و یٰسین کہا تُجھ کو خُدا نے
کملی میں تِری شانِ خُدا ڈھونڈ رہا ہُوں

واللہ مری زیست کا سامان یہی ہے
میں طیبہ کی گلیوں میں قضا ڈھونڈ رہا ہُوں

سجدوں کے لِئے آیۂ مسجُودِ ملائک
میں آپ کا نقشِ کفِ پا ڈھونڈ رہا ہُوں

اے مظہرِ انوارِ الٰہی کی تجلّی
جلوؤں میں تِرے حُسنِ خُدا ڈھونڈ رہا ہُوں

چمکا ہے ہلالؔ آج مقدّر کا ستارا
میں گردِ رہِ ماہِ دنیٰ ڈھونڈ رہا ہُوں



مُقدر اس قدر ہے اَوج پر دیکھا نہیں جاتا
مرا سر ہے کسی کی رہ گذر پر دیکھا نہیں جاتا

حقیقت میں خُوشی سے بہرہ ور دیکھا نہیں جاتا
وہ دل جس میں ترے غم کا اثر دیکھا نہیں جاتا

اُسی کا نام ہے شاید کمالِ ذوقِ نظّارہ
کہ کوئی سامنے ہے جلوہ گر دیکھا نہیں جاتا

کوئی منظر، کوئی جلوہ، کوئی جلوہ، کوئی منظر
جمالِ مُصطفےٰ کو دیکھ کر دیکھا نہیں جاتا

ترِی مرضی ہے داتا بھیک دے یا اس کو ٹھکرادے
ترِے سائل سے کوئی اور در دیکھا نہیں جاتا

بلائے تو کوئی مُوسےٰ کو طیبہ کی چٹانوں پر
کہ یہ جلوہ فرازِ طُور پر دیکھا نہیں جاتا

جسے اللہ نے جانا جسے اللہ نے مانا
ہلاؔل اس کو بہ اندازِ بشر دیکھا نہیں جاتا



تکمیلِ کائنات کا عُنواں تمہیں تو ہو
دُنیا میں حُسنِ مظہرِ یزداں تمہیں تو ہو

نُورِ خُدا ہو صُورتِ یزداں تمہیں تو ہو
ماہِ تمام مہرِ درخشاں تمہیں تو ہو

جبریل جن کے دَر کا ہے درباں تمہیں تو ہو
دونوں جہاں کے واقعی سُلطاں تمہیں تو ہو

کون و مکاں تمہارا ہی عکسِ جمال ہے
بزمِ جہاں ہو شمع فروزاں تمہیں تو ہو

پھُولوں میں تم بہاروں میں تم نکہتوں میں تُم
آرائشِ جمالِ گلستاں تمہی تو ہو

تاروں کی انجمن میں تمہیں جلوہ ریز ہو
نُورِ ازل کے نیّرِ تاباں تمہیں تو ہو

آقا ہلالؔ پہ بھی ہو اک چشمِ التفات
کی جس نے سب کی مُشکلیں آساں تمہیں تو ہو



قابَ قوسین سراپا تری رعنائی کا
حُسنِ کونین ہے پرتَو تیری انگڑائی کا

واسطہ تجھ کو ترے حُسن کا یکتائی کا
دِل سے احساس مٹا دے مِرے تنہائی کا

مددے جنبش مژگانِ محمدؐ مددے
چاک داماں ہُوں مجھے خوف ہے رُسوائی کا

اور کچُھ اور فزوں اے خلشِ عشقِ نبیؐ
کون کم بخت ہے محتاج مسیحائی کا

اپنے ہی نُور کا آئینہ بنا کر دیکھا
جب ہُوا حُسن کو احساس خُود آرائی کا

مرتے مرتے بھی بھرم رکھا ہے دیوانوں نے
جذبۂ شوق کا، الفت کا، شکیبائی کا

نعت گوئی کا صِلہ اس سے سوا کیا ہو ہلالؔ
بانکپن فکر میں ہے لالۂ صحرائی کا



پیشِ نظر ہے جلوہ رسالت مآبؐ کا
نظارہ کر رہا ہوں خُدا کی کتاب کا

تُو آئینہ ہے حسنِ ازل کے شباب کا
تلووں کو تیرے تکتا ہے مُنہ آفتاب کا

عالم بتا رہا ہے چمن کے شباب کا
باغِ جہاں میں پھُول کھِلے گا گلُاب کا

جس ارتقا پہ پہنچا ہے انسان کا شعُور
یہ فیض ہے ترے کرم بے حساب کا

ہو کیوں نہ سرزمینِ نجف رشکِ آسماں
ہے فخر اس کو جلوہ گہِ بوتراب کا

پُر نُور ہو گا کُنجِ لحد بھی مرا ہلالؔ
پروانہ ہوں میں شمعِ رسالت مآبؐ کا



نظر والوں نے دیکھا ہے نظر والوں کا ایماں ہے
کہ صحرائے عرب کا خار بھی جانِ گلستاں ہے

وہ برقِ طورِ سینا تھی یہ حُسنِ کوہِ فاراں ہے
یہاں کا ذرّہ ذرّہ مرکزِ انوارِ یزداں ہے

قرارِ جانِ مضطر ہے عِلاجِ دردِ عصیاں ہے
تمہارا نامِ نامی راحتِ قلبِ پریشاں ہے

سرِ محشر یہ کون آیا ہے کملی دوش پہ ڈالے
کہ میدانِ قیامت کی فضا رحمت بداماں ہے

تری غارِ حرا کی ایک خاموشی میرے آقا
مُکمل اِک دبستاں ہے مُکمّل ایک قرآں ہے

یقیناً ہے یہ طیبہ کی رُوپہلی شام کا صدقہ
ازل سے کہکشاں اب تک منور ہے درخشاں ہے

تُمہی ہو شاہکارِ دستِ قُدرت یارسُول اللہ
نبوّت تُم پہ نازاں ہے مشیّت تُم پہ نازاں ہے

شبِ غم ہے تصوّر میں ہلالِ گُنبدِ خضریٰ
مُزیّن پھر ستاروں سے میرا دامانِ مژگاں ہے



بندہ ہے مگر نوری مجلّے کی طرح ہے
کونین کے ماتھے پہ ستارے کی طرح ہے

پرتو ترا رحمت کے احاطے کی طرح ہے
سایہ ترا اللہ کے سائے کی طرح ہے

اے صلِ علیٰ روضۂ پُرنور کی جالی
جنت کے ضیا بار دریچے کی طرح ہے

اللہ رے یہ جلوہ گہِ سیّدِ لولاکؐ
خورشیدِ فلک بھی جہاں ذرّے کی طرح ہے

قرآں ترے اوصافِ حمیدہ کا سراپا
چہرہ ترا قرآن کے چہرے کی طرح ہے

اے گوہرِ کونین تری یاد کا عالم
انگشتِ تمنا میں نگینے کی طرح ہے

اِس نکتے کو سمجھیں گے فقط اہلِ بصیرت
"ہر برگِ شجر ایک صحیفے کی طرح ہے"

ہر زخم پہ میرے، دلِ مجروح پہ میرے
پیوندِ قبا آپؐ کا پھاہے کی طرح ہے

سائل کی صفت دیکھا ہلالِ فلکِ پیر
خم آپ کی دہلیز پہ کاسے کی طرح ہے



مری دعاؤں کو وہ درجۂ قبول ملے
کہ میں جو مانگوں مجھے صدقۂ بتولؓ ملے

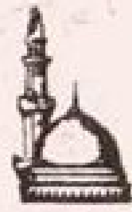
غمِ رسولؐ سے بڑھ کر خوشی نہیں کوئی
وہ خوش نصیب ہے جس کو غمِ رسولؐ ملے

تمام عمر کے سجدے تمام ہو جائیں
مری جبیں کو جو سنگِ درِ رسولؐ ملے

مجھے تو حرؓ کے مقدر پہ رشک آتا ہے
کہ جس کو گلشنِ زہرہؓ کے سارے پھول ملے

کچھ اور لذتِ احساسِ غم مقدر ہو
شبِ فراق کو یا رب کچھ اور طول ملے

چمک دمک میں یہ ماہِ کمال ہو جائے
ہلالؔ کو جو ترے آستاں کی دھول ملے



موجِ کوثر کو تری چشمِ عطا تک دیکھا
ابرِ رحمت تری زُلفوں کی گھٹا تک دیکھا

کہکشاں سے یدِ بیضا کی ادا تک دیکھا
ایک ہی جلوہ درِ غارِ حرا تک دیکھا

پردہ میم محمدؐ کی ادا میں چھُپ کر
ایک اللہ کے بندے کو خُدا تک دیکھا

شانِ مُزّمل و مُدّثّر وطٰہٰ کا ظہُور
کملی والے تری کملی کی ادا تک دیکھا

یہ تو اک عکس غبارِ رہِ طیبہ تھا ترا
جس کو جبریلؑ نے معراجِ دنیٰ تک دیکھا

زندگی بھر جو عنایت رہی اُن کی مجھ پر
وہ ہی اندازِ کرم وقتِ قضا تک دیکھا

ماہِ و انجُم کی نگاہوں نے ترے خم کو ہلال
ناخنِ پائے محمدؐ کی ادا تک دیکھا



نادم ہُوں دل سے خوفِ قیامت نکال دو
سایہ گنہگار پہ کملی کا ڈال دو

اشکوں کو میرے جلوہ رحمت میں ڈھال دو
آقا میں رُوسیہ ہُوں مرا مُنہ اُجال دو

رہ رہ کے آتے ہیں مرے لب پر سوال دو
سوزِ اویسؓ دو مجُھے سوزِ بلالؓ دو

اپنا گُداز اپنی تڑپ اپنا اضطراب
جھولی میں ڈال دو مری جھولی میں ڈال دو

ہو جائے زندگی غمِ دَوراں سے بے نیاز
تُم اپنی فکر دو مجُھے اپنا خیال دو

یا مجُھ سے چھین لو مرا ذوقِ نگاہ بھی
یا پھر مری نگاہ کو تابِ جمال دو

رُوئے ہلالؔ ماہِ درخشاں دِکھائی دے
اس پر ذرا سی خاک مدینے کی ڈال دو



دامنِ مژگاں اگر اشکوں سے نم ہوتا رہے
کچھ نہ کچھ بارِ الم ممکن ہے کم ہوتا رہے

پھر شبِ غم ذکر تیرا دم بدم ہوتا رہے
پھر حدیثِ دل کا افسانہ رقم ہوتا رہے

ساقیٔ کوثر کا میخانہ مرا ایمان ہے
جامِ جم کا کیا کروں میں جامِ جم ہوتا رہے

رفعتِ کونین سے اونچی ہیں اُس کی رفعتیں
سر کفِ پائے محمدؐ پر جو خم ہوتا رہے

اِک یتیمِ آمنہ اور آیۂ گیتی پناہ
یوں بیانِ مدحتِ حُسنِ اَتم ہوتا رہے

تیرے دیوانوں کو حق کہنا ہے نوکِ دار پر
گھر کا گھر لٹتا رہے یا سر قلم ہوتا رہے

یہ ہلالِ آسماں اور اس کا ہر اندازِ خم
فیض یابِ نیّرِ بُرجِ قدم ہوتا رہے



وہ گھر ہمیشہ نُور کی بارہ دری رہے
جس گھر میں ماہِ طیبہ تری روشنی رہے

سلکِ گُہر اگر سرِ مژگاں سجی رہے
تیرہ شبی کا خوف نہ تیرہ شبی رہے

اُس کی لحد پہ پھُولوں کی چادر تنی رہے
جس کے کفن میں بُوئے گُلِ ہاشمی رہے

گرد رہِ مدینہ جو رُخ پر سجی رہے
دُنیا تمام عُمر مجھے دیکھتی رہے

اشکوں کی راہِ غم میں ترے شبنمی رہے
زخمِ جگر کے پھُولوں پہ اِک تازگی رہے

گر وقت نزع آپ کی جلوہ گری رہے
وہ آئینہ بنوں کہ اجل دیکھتی رہے

جھولی میں میری ڈال دے یارب غمِ رسُولؐ
یہ غم رہے تو پھر نہ غمِ زندگی رہے

بالیں پہ آج رُوئے مسیحا ہے بے نقاب
اے کاش یہ کتاب ابد تک کھُلی رہے

ہو چاک دِل پہ سایۂ مژگانِ مُصطفےٰ
پھر کیا مجُھے ضرورت بخیہ گری رہے

دیکھوں اُٹھا کے آنکھ یہ میری کہاں مجال
وہ سامنے رہیں میری ڈھارس بندھی رہے

تُو ہے رکابِ توسنِ ماہِ دنیٰ ہلال
پھر کیوں نہ خم میں حُسن رہے دلکشی رہے



آئی تھی کیا حلیمہؓ مقدر لیے ہُوئے
گھر کو چلی ہے نور کا پیکر لیے ہوئے

ہاتھوں میں کوئی لاشۂ اصغر لیے ہوئے
تنہا کھڑا ہے قوّتِ حیدر لیے ہوئے

اے جانِ کائنات تری بارگاہ میں
آیا ہوں میں بھی اپنا مقدر لیے ہوئے

کیا پوچھتے ہو طیبہ کے دشت و جبل کی بات
اِک اِک روش ہے خلد کا منظر لیے ہوئے

اللہ رے یہ ساقیٔ کوثر کا اہتمام
ہر تشنہ لب ہے ہاتھ میں ساغر لیے ہوئے

غارِ حرا کے چاند تری گردِ راہ کو
جبریل اُتر رہے ہیں پروں پر لیے ہوئے

یارب کبھی تو اُس مہِ کونین کے حضور
پہنچے ہلالؔ بھی دلِ مضطر لیے ہوئے



کیا وصف لکھوں آیۂ رحمت نظری کا
خُوں روتا ہے احساس مری بے ہُنری کا

ہر بات تِری مُصحفِ یزداں کا تکلّم
ہر لفظ ہے آئینہ تِری نکتہ وری کا

اے خارِ مغیلاں تجھے آنکھوں سے لگاؤں
ارمانِ دلِ صد چاک میں ہے بخیہ گری کا

جبریل سے پُوچھو پرِ جبریل سے پُوچھو
مُشکل ہے تصوّر بھی مقامِ بشری کا

مریم کی قسم دامنِ مریم کی قسم ہے
عیسٰیؑ بھی ہے محتاج تِری چارہ گری کا

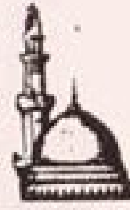
دامن میں سمٹ آئی ہے کونین کی وسعت
اللہ رے پھیلاؤ قبائے بشری کا

اے مظہرِ انوار الٰہی کی تجلّی
منظر ہے نگاہوں میں تری جلوہ گری کا

بندوں کو حقیقت کے تعارف سے نوازا
حق تُو نے ادا کر دیا پیغام بری کا

سیراب ہیں کونین کے گلشن کی فضائیں
کیا کہنا ترے قلزمِ رحمت کی تری کا

جب جلوہ ہلال اُن کا دکھائی نہیں دیتا
ہوتا ہے پھر احساس مجُھے بے بصری کا



بہ ایں حُسنِ کرم دیں گے بہ ایں شانِ سخا دیں گے
وہ خُود ہی بھیک دیں گے خُود ہی منگتوں کو دُعا دیں گے

تہی داماں نہ گھبراؤ طلب سے ماورا دیں گے
حبیب کبریا دیں گے محمّد مُصطفےٰ دیں گے

مری شب ہائے غم کی تلخیاں یکسر مٹا دیں گے
رُخِ روشن سے جب وہ اپنی زُلفوں کو ہٹا دیں گے

سمجھ سے ماورا دیں گے طلب سے ماورا دیں گے
وہ ہیں حاجت روا دیں گے وہ ہیں مُشکل کُشا دیں گے

میرے زخموں کو مانند یدِ بیضا بنا دیں گے
مُحمّدؐ اپنا پیوند قبا اِن پر لگا دیں گے

دِل مضطر نہ گھبرا چل تو دہلیزِ مُحمّد پر
مکمل زندگی دیں گے مکمل آسرا دیں گے

وہ حسنِ لم یزل ہیں آئینہ ہیں حُسنِ فطرت کا
میں ذرہ ہوں مجھے اَوجِ ثریا سے مِلا دیں گے

اُڑوں گا جب شبِ اسریٰ کے منظر کی تمنا میں
میری پرواز کو رُوح الامیں کے پَر ہوا دیں گے

ہلالؔ اشکِ تمنا جو تری پلکوں پہ لرزاں ہیں
وہ اِن کو آب دے کر گوہرِ یکتا بنا دیں گے



مُحمّدؐ مصطفیٰؐ کا رُوئے تاں دیکھ لیتے ہیں
جو ہیں اہلِ نظر قرآں میں قرآں دیکھ لیتے ہیں

جو مَر جاتے ہیں داغِ آرزوئے کرمحمّدؐ کا
وہ ہر گوشہ لحد کا گل بداماں دیکھ لیتے ہیں

مشیّت خود پہنچتی ہے مری مُشکل کُشائی کو
مُحمّدؐ جب میرا حالِ پریشاں دیکھ لیتے ہیں

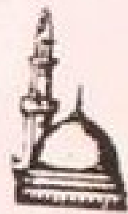
برستے ہیں حریم مُصطفیٰؐ سے آج بھی جلوے
ہلالؔ جن کی نظر کو نورِ ایماں دیکھ لیتے ہیں

وہ کب آرائشِ جنّت کو لاتے ہیں نگاہوں میں
جو دیوانے مدینے کا بیاباں دیکھ لیتے ہیں

مدد اے جلوۂ مژگانِ چشمِ رحمتِ عالم
جہاں والے مِرا چاکِ گریباں دیکھ لیتے ہیں

جنہیں بخشا ہے ذوقِ آبلہ پائی مشیّت نے
وہ حُسنِ سُرخیٔ خارِ مغیلا دیکھ لیتے ہیں

ہلالؔ گنبدِ خضریٰ کا جلوہ دیکھنے والے
شبِ غم کے اندھیروں میں اُجالا دیکھ لیتے ہیں



اگر طیبہ نہ ہوتا دیکھنے کو
تو پھر دُنیا میں کیا تھا دیکھنے کو

نہ لپکو ہر تماشا دیکھنے کو
نظر مانگو وہ جلوہ دیکھنے کو

وہ جس نے دیکھا ہے اِک بار طیبہ
تڑپتا ہے دوبارہ دیکھنے کو

ترستی ہیں الٰہی میری آنکھیں
محمّدؐ کا مدینہ دیکھنے کو

یم رحمت نے دھویا ایسا دامن
رہا کوئی نہ دھبّہ دیکھنے کو

اگر تکمیل حج کی چاہتے ہو
چلو کعبے کا کعبہ دیکھنے کو

شبِ اسریٰ محمّدؐ کو بلایا
خُدا نے اپنا جلوہ دیکھنے کو

نظر آئے مدینہ ہی مدینہ
وہ آنکھیں دے خُدایا دیکھنے کو

چلا تھا نُور سے جب نُور مِلنے
زمانہ رُک گیا تھا دیکھنے کو

ترستے تھے جہاں قطرے کو پیاسے
وہاں دریا رواں تھا دیکھنے کو

ہلالِ گنبدِ خضریٰ سے پہلے
نہ ملتا تھا اُجالا دیکھنے کو



سب بھول گیا غم جو ملے اہلِ ستم سے
کچھ بھی نہ رہا یاد محمدؐ کے کرم سے

مریمؑ کے تقدس سے نہ عیسیٰؑ کے کرم سے
دل زندہ ہوئے روحِ دو عالمؐ ترے دم سے

ملتا ہے فقط اُنؐ کی عطا ان کے کرم سے
یہ درد خریدا نہیں جاسکتا درم سے

کہنا یہ بصد عجز صبا شاہِ اُمم سے
مرتا ہے کوئی دُوریٔ طیبہ کے الم سے

جاؤں گا ثنا کرتا ہُوا ملک عدم کو
آیا ہوں ثنا کرتا ہُوا ملکِ عدم سے

ہم بیٹھے ہیں اب سایۂ رحمت میں نبیؐ کے
اب آنکھ ملا گردشِ دوراں ذرا ہم سے

کونین تسلّط میں مگر فقر کی یہ شان
پتھر ہے بندھا صاحبِ فاراں کے شکم سے

یہ دشتِ مدینہ ہے تو کیا ہوگا مدینہ
کانٹا بھی یہاں کا ہے فزوں باغِ اِرَم سے

قرآن ہے صُورت تری تو صُورتِ قرآں
لکھا ہے مشیّت نے تجھے اپنے قلم سے

یہ کاہکشاں ماہ و کواکب ہُوئے روشن
اے پیکرِ انوار توی گردِ قدم سے

اب موقعہ ہے تو فردِ عمل سامنے رکھ دے
وہ آج نظر آتے ہیں مائل بہ کرم سے

اے راتوں کو اُمّت کے لِیے جاگنے والے
میں بھی ہُوں پریشان شبِ تارِ الم سے

چمکے گا ھلال اوجِ ثریّا پہ کسی دِن
پھر حُسن ملے گا خمِ محرابِ حرم سے



غمِ رسولؐ کی دولت کو پاس رہنے دے
یہی ہے اصل خوشی کی اساس رہنے دے

نہیں یہ بات قرینِ قیاس، رہنے دے
مدینہ چھوڑ کے جینے کی آس، رہنے دے

پکارتا ہے جو مشکل میں یا رسول اللہ
ترا کرم اُسے پھر کیوں اُداس رہنے دے

وہ آپؐ مصحفِ ناطق ہے آپ قرآں ہے
کتابِ دل میں یہی اقتباس رہنے دے

فرات میں تری دریا دلی سے واقف ہوں
بجھائی آلِ محمدؐ کی پیاس؟ رہنے دے

میں عندلیبِ چمن زارِ مصطفےٰؐ ہوں مجھے
الٰہی گنبدِ خضریٰ کے پاس رہنے دے

ہلالؔ ہونا ہے ماہِ تمام تجھ کو اگر
غبارِ طیبہ کا تن پر لباس رہنے دے



ترے جلووں سے انوارِ حقیقت دیکھنے والے
خُدا کو دیکھتے ہیں تیری صُورت دیکھنے والے

مرے ارماں مرا شوقِ زیارت دیکھنے والے
میرے آقا سے کہنا میری حالت دیکھنے والے

بہا بھی دے اسے تو ورطۂ رحمت کی موجوں میں
کرم کر اے مری فردِ ندامت دیکھنے والے

دُعائیں مانگنا اور دامنِ اُمید بھر لینا
اُٹھے جب پردۂ بابِ اجابت دیکھنے والے

تُو ہی بتلا تری جنت کو لیکر کیا کریں رضواں؟
بہارِ روضۂ ختمِ رسالت دیکھنے والے

متاعِ عید میں قربان کر دوں اُن کے قدموں پر
ہلالِ گنبدِ خضریٰ کی رفعت دیکھنے والے



سجدے جو رہینِ درِ جاناں نہیں ہوتے
سجدے وہ جبینوں پہ درخشاں نہیں ہوتے

وہ مستحقِ رحمتِ یزداں نہیں ہوتے
جو اپنے گنا ہوں پہ پشیماں نہیں ہوتے

موجیں نہیں ہوتی ہیں کہ طوفاں نہیں ہوتے
لیکن یمِ اُلفت میں پریشاں نہیں ہوتے

رحمت کی گھٹاؤں سے وہ محروم رہیں گے
جو زُلفِ محمدؐ کے ثنا خواں نہیں ہوتے

جو تیرے لیے زخمِ جگر کو نہ سجائیں
تقدیر میں اُن کی گُلِ خنداں نہیں ہوتے

ذکرِ دُرِ دندانِ محمدؐ ہو جہاں بھی
وہ گھر کبھی محتاجِ چراغاں نہیں ہوتے

آرام گہہِ نور ہے ، یہ جائے ادب ہے
دیوانے یہاں چاک گریباں نہیں ہوتے

جو تیرے بھکاری ترے ٹکڑوں سے پلے ہیں
دُنیا میں کبھی وہ تہی داماں نہیں ہوتے

یہ عظمتِ دربارِ نبوّت کوئی دیکھے
جبریلؑ سے کم رُتبے کے درباں نہیں ہوتے

طوفانِ حوادث میں ھلالؔ اُنؐ کا کرم دیکھ
کشتی کے لِئے اتنے پریشاں نہیں ہوتے



یہ تسلسل اشک ہائے دیدۂ خُوں بار کا
حال اب دیکھا نہیں جاتا ترے بیمار کا

یہ بھی ہے اِک معجزہ اسریٰ کی شب سرکارؐ کا
دفعتاً رُک جانا در پر وقت کی رفتار کا

یا رسُول اللہ صدقہ حیدرؑ کرار کا
کوئی حل میری مصیبت کا مرے آزار کا

وُسعتِ کونین کا دامن ہے ممنونِ کرم
کملی والے کی قسم کملی کے اِک اِک تار کا

کائناتِ حُسن کی رعنائیوں کا ہے امیں
ایک اِک حلقہ نبیؐ کے گیسوئے خمدار کا

دشتِ طیبہ کی طلب ہر گام پر بڑھتی رہی
پاؤں کے چھالوں پہ یہ احساں ہے نوکِ خار کا

اے دمِ عیسےٰ کوئی صورت مداوا کیجیے
درد کا، غم کا، الم کا، رنج کا، آزار کا

اب خدارا اہتمامِ جلوہ آرائی ذرا
دم نکل جائے نہ تیرے طالبِ دیدار کا

گردشِ کونین کے ہر زاویے سے ہے عیاں
محورِ کونین پر نقطہ تری پرکار کا

بدر کی صورت درخشاں تھا ہلالِ نو کبھی
اب یہ عالم ہے کہ جیسے نقش ہو دیوار کا



کیا شعور و کیف تیرے درد کے ماروں میں ہے
اللہ اللہ کتنی لذت رات کے نالوں میں ہے

کب سکوں وہ بادشاہوں کی طرب گاہوں میں ہے
جو سکوں آقا تری دیوار کی چھاؤں میں ہے

کہکشاں کی مانگ میں ہے چاند کے ہالوں میں ہے
تیرے تلووں کی ضیا دنیا کے آئینوں میں ہے

ساری دنیا میں کہیں ملتی نہیں جس کی مثال
خوئے تسلیم و رضا جو کربلا والوں میں ہے

یہ سلاطین زمانہ کیا ہیں یہ کچھ بھی نہیں
بادشاہی تو تری دہلیز کے ٹکڑوں میں ہے

اس سے ہر اہلِ خرد لیتا ہے درسِ معرفت
اک وہ دیوانہ جو بطحا کے بیابانوں میں ہے

فرش ممنونِ تجلّی عرش ممنونِ ضیاء

"ایک ہی جلوہ دو عالم کے مہماں خانوں میں ہے"

اب سحر کی جستجو میری شبِ غم کو نہیں

کہکشاں پلکوں پہ ہے ماہِ دنی آنکھوں میں ہے

وہ ہلال و بدر کے شب تاب جلووں میں کہاں

نور کا عالم جو طیبہ کے گلی کوچوں میں ہے



ہیں حلقہ ہائے زُلفِ محمدؐ خیال میں
کیسے میں آؤں گردشِ دوراں کے جال میں

جب آپ آ گئے میری بزمِ خیال میں
موتی سجائے میں نے حریمِ جمال میں

یہ حُسن کہکشاں میں نہ بدرِ کمال میں
جو ضَو فشانیاں ہیں دنی کے ہلال میں

میری دُعا ہے بارگہِ ذُوالجلال میں
جب موت آئے آئے تمہارے خیال میں

اِک اِک خوشی جہاں کی غمِ مُصطفٰےؐ کے بعد
بے کیف بے ثبات تھے میرے خیال میں

صد شکر لب پہ نامِ تمہارا لحد میں تھا
ورنہ میں پھنس گیا تھا جواب و سوال میں

اِک جنبشِ نگاہِ کرم رحمت تمام
مُجرم ہُوں معصیت ہے میرے بال بال میں

یا اِس پہ نقش ہے سُمِ رہوارِ مُصطفٰےؐ
یا ناخنِ رسُول کا خم ہے ہلال میں

اِک قلزمِ رحمت ہیں وہ اِک فیض کا چشمہ اِک منبعِ اکرام ہیں اِک فضل کا دریا
اندازِ کرم اُن کا ہے دُنیا سے نرالا آتا ہے فقیروں پہ اُنہیں پیار کچھ ایسا
خُود بھیک دیں اور خُود کہیں منگتے کا بھلا ہو

بیمارِ مدینہ ہُوں میں بیمارِ مدینہ بُجھتی ہُوئی آنکھوں کو دکھا دیجئے چہرہ
درمانِ ہلالؔ آپ کا دیدار ہے واللہ دے ڈالیئے اپنے لبِ جاں بخش کا صدقہ
اے چارۂ دل دردِ حسنؔ کی بھی دَوا ہو

تضمین بہ نعت حضرت حسن بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کچھ ایسا تصور میں ترے محو ہُوا ہو — بیمارِ الم شدّتِ غم بھول گیا ہو
آنکھوں میں لیے حسرتِ دیدار پڑا ہو — دِل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کے ترا ہاتھ دھرا ہو

تُم بزمِ دو عالم کی تجلی ہو ضیا ہو — تُم خالقِ کونین کے جلوؤں کی ادا ہو
تُم مطلعِ انوار ہو تُم ماہِ دنیٰ ہو — تُم ذاتِ خُدا سے نہ جُدا ہو نہ خُدا ہو
اللہ کو معلُوم ہے کیا جانیئے کیا ہو

ہاتھوں میں لیئے کاسۂ امید کھڑا ہو — سرکار کے دامن کی ہوا مانگ رہا ہو
دم آنکھوں میں اٹکا ہو یہ اک لبِ دُعا ہو — گر وقتِ اجل سر تیری چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

کھُل جائیں خرابات کے دروازے بھی اُس پر — دے جام کوئی اس کو مئے ناب کا بھر کر
رِضواں اُسے دکھلاتا پھرے خلد کے منظر — دے وقتِ نزع اُس کو اگر حُور بھی ساغر
مُنہ پھیر لے جو تشنۂ دیدار ترا ہو

تربت رہے آباد پسِ مرگ الہٰی — رہ جاؤں نہ ناشاد پسِ مرگ الہٰی
کیجو میری امداد پسِ مرگ الہٰی — مِٹّی نہ ہو برباد پسِ مرگ الہٰی
جب خاک اُڑے میری مدینے کی ہوا ہو

مُبارک ہو

شعور و فکر کی پاکیزگی مُبارک ہو
متاعِ مدحتِ ذاتِ نبیؐ مُبارک ہو
چمک رہا ہے ہلالِ جبینِ بابِ حرم
دل و نگاہ کو یہ روشنی مُبارک ہو

پرواز جالندھری



ہلالؔ جعفری پاکستان کے اُن معدودے چند نعت گوؤں میں سے ایک ہیں جن کے کلام میں نعت گوئی کے تمام اوصاف بہم نظر آتے ہیں

نعت قصیدے ہی کی ایک شکل ہے بس فرق صرف اتنا ہے کہ قصیدے کی تحریک ہمیشہ دُنیاوی مُفادات کے پیشِ نظر ہوتی ہے جب کہ نعت خالصتاً عقیدے کے بطن سے اور حُبِ رسُول صلعم کے نتیجے میں تخلیق ہوتی ہے وہ شاعر جس نے مُحبت کی ہے اُس کی غزل اور شاعری میں جو رس اور گداز ہوگا وہی کچھ اس نعت گو کے کلام میں بھی نظر آئے گا جو مُحمد عربیؐ کی ذات والاصفات سے گہری مُحبت و عقیدت رکھتا ہے۔ اور اُن کی اُلفت سے اس کے دل و ذہن کی آبیاری ہوتی رہتی ہے۔

ہلالؔ جعفری کی ہر نعت میں مُحمد عربیؐ کی ذات پاک سے ایک والہانہ عشق پایا جاتا ہے جیسا کہ اُن کے بہت سے اشعار سے ظاہر ہوتا ہے:

پروازِ تخیل ہے کہ دِل جھُوم رہا ہے چشمی میں قلم لبِ پہ مُحمد کی ثنا ہے

قصیدہ گو اپنے ممدوح کی تعریف میں اُس کی کُرسی کے پائے کے نیچے نو افلاک کو دکھاتا ہے محض اس اُمید میں کہ شاید ممدوح خُوش ہو کر اُسے انعام و کرام سے نوازدے جب کہ نعت گو اک ایسا شاعر ہے جو طلب تو کرتا ہے لیکن اس کی طلب محض حُسنِ عقیدت کا انجام ہوتی ہے اور وہ عقیدت ایمان و اعتقاد سے پھُوٹتی ہے۔

ہلالؔ جعفری سیرتِ رسُول صلعم کے بہت سے گوشوں سے واقف ہیں اِس لیے ان کی نعت میں حقائق کی عکاسی جلوہ گر نظر آتی ہے اور اُن کی رسُول اللہ کی ذات بابرکات سے جو والہانہ مُحبت و عقیدت ہے اُن کی نعتوں میں وہ تغزل کا رنگ پیدا کیا ہے جس سے اُن کے ممدوح اُن کے مجازی اور حقیقی محبُوب نظر آتے ہیں۔

خُدا اُن کے اس رنگ کو اور نکھارے اور میری دُعا ہے کہ اُن کے تصرف میں جو عقیدت اور مُحبت کے فراواں جذبات ہیں تازندگی وہ سرد نہ ہوں۔ آمین

ڈاکٹر سیّد مقصود زاہدی